

سمیرا حمید



”سماز اپنی سرافست پر فاخر نہیں ہو سکتا“ تو اس دھن کا انتظار کرنا ہو گا جو دو دلوں کے ایک ہو جانے سے بنتی ہے۔“

”دو گھوڑوں کی ہتھکی چبے ہوئے چاند“ اور گہری رات کے کہ میں جنگل سے لڑ رہی تھی۔ گھوڑوں کی باتوں نے جنگل کو پورے کی سویت سے چوڑا کر دیا تھا۔ درختوں کی سرکوشیاں جو لوری میں ڈھلنے لگی تھیں وہ اب سم ٹکی تھیں۔ جنگل کو ڈور تھا ماریہ کا راز افشا ہو جانے تک کیونکہ اس رات کو اس وقت اکہلا تھی

مکمل ٹافل

<http://primenovels.blogspot.com/>

<http://primenovels.blogspot.com/>

بٹے چلے جائیں گے۔ درخت حکم ماننے والے تھے نہ دیکھ۔ جنگل کو ہر لائی بنانے میں وقت لگتا ہے۔ جب تک جنگل ہر لائی نہ بنے اس کے راستوں پر اندھا دھند نہیں بھٹکانا چاہیے۔
ایک درخت سے ٹکرا کر جب اس کی ہتھکی تقریباً“
اٹھ سی گئی تھی اور وہ اچھل کر بھیجی سے باہر آ کر اوتو بات اسے آخری وقت تک یاد تھی وہ اتنی سی تھی کہ روشنی کی چند لہریں اس کی نظموں کے سامنے سے گزری تھیں اور گھوڑے بک گئے تھے۔
اور پھر جب اسے ہوش آیا اور اس نے درخت کے تنے سے پیٹہ لکھ لیا تو اسے یہ بھی یاد آیا کہ وہ جنگل کی



<http://primenovels.blogspot.com/>

دونوں صورتوں میں مجھے جگایا نہ جائے۔ سونے دیا جائے۔ خواب کیجئے دیا جائے۔

جان ایسے اچانک رات کو اس کی تہ پر جران رہ گیا تھا۔ یہ بھی عجیب ہو چھ سنا تھا کہ آنکھیں کھلیں نہیں دی کہ وہ کمر کو اس کی رہائش کے لیے تیار کر دیا۔ کھانے کے لیے نہ دالے نہ پتے۔ کچھ سوپ کوئی کر جب وہ ستر پر ڈیر ہوئے لگا تو اس نے روشنی گل کرتے جان کو روک لیا۔

”کھانا میں کچھ پڑا اسرار لوگ رہتے ہیں۔ ہیں؟“
”کیوں نہیں۔“ چھہرہ خوفناک چادر کا تھمن مکار چادر کر لیا۔ ”کچھ پردہ کش اور چند سو بوسے اس کے قہقہہ لگایا اور ٹونگیا۔

رات بھر کھوں کی سبز گھاس سے چٹو لیتے رہے۔ جنگل کے راستوں پر سازی و میں کھڑی کھڑی رہیں اور وہ سوا رہا سواریا۔

اپنی فراک سیٹ کا ربار پر کھڑکی کے راستے اپنے کمرے میں کوئی نہ آیا اور کبھی وہیں اپنے بستر پر سوری میں اپنے کمرے میں داخل و اس اور آہنی قہقہہ سوتی رہے ہوں گے۔ رات کے رات کے اپنا بیٹا کا کمرہ الماری میں رکھا اور اسے ساڑھ کو ٹھل کے پانچ میں ڈال کر اسے تنگ کے چکر لگایا۔ یہ ساڑھ دوہر تک اس کیسے کیے رہے والا تھا پھر وہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اپنی تانگیں تھاتھ سے وہ گل کے نیچے رکھا جانے والا تھا۔ رات کے رات کے انھیں بند کر سونے لگی تھی۔

”ہم بھاگ کر کیس میں جاسکتیں میں اس جنگل کو تمہارے جال سے آزاد کرادی رہوں گا۔“ اس کے کانوں کو کھینچے گا اور وہ مسکرا دی اور پھر۔ رات بھر ٹھل میں اپنا ساڑھ جٹا یا چادروں کے

پاؤسے کی بھیڑیں ”اجنبی گھوٹوں کی تانوں کو خوش آمدید کہتی رہیں اور وہ سوتی جاتی رہیں سوتی جاتی رہی۔ رات بھر چادر لگی۔

”مجھ دن کے ساتھ طلوع ہوئی۔ اس کا رازہ جلدی اٹھ کر کھوں کی سہ قاریں وہ سونا رہ گیا۔ پکنے کے اسے کھوڑا سنا۔ رات کا قہقہہ جب وہ کھانے کے کمرے میں آیا تو یہ دیکھ کر جران رہ گیا کہ اس کا گھر کی طرح کے انداز سے بھر گیا ہے۔

”جان! اس کی بیوی اس کے چھوٹے بڑے سب ہیں۔“ کچھ طرح کے کھانوں میں مصروف تھے۔ کوئی کھانیاں صاف کر رہا تھا کوئی دھتے کی سیر کا میز پر بدل رہا تھا۔ کھانا میں بھول جا رہا تھا۔ ”فرش چکارا تھا؟“ کوئی پانی بھر کر لیا تھا۔ بار بار پانی میں بھی اسے چند لوگ کام کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ گھاس کو تراشا جا رہا تھا اور باغیچے کی باڑھ سے لپٹی تیل کی کلاٹ چھانتا ہو رہی تھی۔

”جان! خود کو لانا بھان نہ کر۔ مجھے عقلی پسند ہے لیکن ان میں کسی کدھ سے نہ بچوں کو تھکا کر۔“ جان اور اس کے سب بچے مکر لے۔ بچوں سے کچھ رو بہارت چیت کے بعد وہ نشتر کرنے لگا اور پھر اپنے گھوٹوں کے پاس آیا جو اس سے کافی خالگ رہے تھے۔

”جی جگہ پر ہمیں لانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم سنے سنے انداز سے مجھ سے ناراض ہو۔ مجھے چلو گھوں گھوتے ہیں اور میں لائٹ بک کو ڈھونڈتے ہیں۔“ کھوڑے پر سوار ہو کر جب وہ کھوں کی طرف جا رہا تھا تو جان بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔

”آپ دیکھو اور رات کے کھانے میں کیا کھا میں گے۔“
”جو تم کھاؤ۔“

”مگر اس سوپ حل؟“ جے جے میرے املاط مجھے ہوئے اور وہ چکن بون ساس؟“ کتنے جان کے

سب ہی زانت نظر آنے لگے۔

”سیاہ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے کھانوں کا ہاتھ میں لیے اس نے گردن کو پیچ کر جان کی طرف جھکا کر کہا۔ ”دن کے سامنے دوبارہ بھی یہ بیٹھو نہ ورنہ اس کی جھپٹی اور انکی دونوں تانگیں اٹھنے میں وقت نہیں لیں گی۔“

جان ہی کرستے ہوئے پوچھے گا ”کیا آپ کا گھوڑا جس منزل میں رکھا؟“
”جس منزل پر تمنا ہے۔“ اسی لیے تو تانگیں اٹھا رہا ہے۔ ”لگام کو ہٹا کر کمر کرتا ہوئے اسکر گھوڑے کو اس کے لیے لیا۔

کلی اور تکہ وہ کھوں میں گھومتا رہا۔ دلو اور شہر میں ایک بیک بیک تک زبرد سے وہ پھسل کر زمین میں یہاں آیا کرتے تھے۔ پھیلا بھی کھانا لگے ساتھ اچھال کر تے تھے۔ جان بلیتے سب اس پھونسے کے گاؤں کی نسبت ایڈن برگ فارم ہاؤس جانا زیادہ پسند کرتے تھے۔ اس کی ہمیشہ جو زمین اور دروازے ایک بارانی سیلیوں کے ساتھ یہاں آتی تھیں۔ جو زمین نے گھوڑے کے کر کرنا تھا زخمی کر لیا۔ یہ پھر وہ اس گاؤں سے اتنی نالوں کوئی نہ بھی خود لگی۔ ”اسکر اور دروازے کو یہاں آئے۔“

گاؤں دیسے کا رات ہی قہقہہ لپٹہ لوگ جو پکے چھوٹے چھوٹے تھے۔ اسی بوسے ہو چکے تھے۔ ”کیا اس سال قیلے میں لائٹ بک کو کھیں میں نے میں دیکھا ہوگا۔“ اس نے دس سال پہلے کے اپنے ایک دن کے قیام کو یاد کر چاہا۔ جس میں کر پٹیاں میں گاؤں میں لے کر کھوتے رہے تھے۔ وہ بھی گھاس میں کھینے والے بچوں کے ساتھ کچھ دیکھ رہا تھا۔ وہ لوگ رختوں پر بھی جڑے رہے تھے۔

دوہر کے کھانے کے بعد وہ اپنی بیٹی تھپتھپ کر کھ کر رہا۔ اس کے عین سامنے جنگل تھا۔ کچھ دور ایک چھوٹی سی جھیل تھی جس کے کنارے کھیتوں کے پھل سے اٹھکھیل کر رہے تھے۔ جس کے اطراف گھاس کے قطعات گاؤں کے پھیلاؤ تک جاتے تھے۔ دور

مسٹر کی باڑے کی بھیڑیں اسے یہاں سے بھی دکھائی دے رہی تھیں۔

”دن کی سب سے بھیڑیں ہاقتول کیوں لگی تھیں۔“ فرش کو روک کر اس کے سوجھ۔ ”اور اب یہ مجھے اتنی ہتھ بلکہ قتل قبول کیوں رہی ہیں؟“ کر پٹیاں کھیک کتے تھے۔ زمین کی اہتار پانا چاہتے ہو تو کسی گاؤں میں قیام کرو۔ اس پر اعتبار چاہتے ہو تو مجھے۔ مجھے دونوں ہی صورتوں کے لیے یہاں قیام کرنا چاہیے۔ ”اس شوبک گاتے اس کے سوجھ۔

رات کو کھانے کے بعد اس نے جان کو روک لیا۔ ”جان! کھوں میں کوئی ایسی لڑکی رہی ہے جو کوئی ساز جاتی ہے۔“ رات بھر اسے چھوٹوں کا اٹھا کر کتے تھے۔

”کھوں میں شہریت ہیں خاص کر جنگل میں۔“
”کیس بھی آتے ہیں۔“
”کیس لڑکی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں، مسٹر جان۔“

”کیوں بھی بہت ہیں گاؤں میں۔ مسٹر ایک۔“

”مجھے معلوم ہوا کہ کر پٹیاں کیوں کتے تھے کہ اگر گاؤں سے کچھ چھڑاں کو لیا جائے تو وہ جنت نظیر ہوتے ہیں۔ ان بچہ چھڑاں میں سے ایک تم بھی ہو گے۔“

”میں اسے مسٹر کر پٹیاں۔“ میں نہیں ہوں تو وہ اپنی بیٹی جو گاؤں کے لوگوں کی سلائی کا ذائقہ اڑاتے ہیں اس سے بدحوہہ تھے۔ ”وہ دم و راست ہے جو ان میں آتے ہیں۔“

”اسکر کا قہقہہ سے ساتھ تھا۔“ میں اجنبی نہیں ہوں۔ ”دم بدحوہہ صرف نہیں سمجھتا ہوں، سوم مجھے کافی پینے کے لیے کیا کا ہوا گا۔“

جان اس دیا اور کافی پینے لگا۔ ایک اسکر کھڑکی تک گیا اور دور جنگل کو دیکھنے لگا۔ جب جنگل اندر چھڑے میں ڈوڈا ہوا تھا اور وہ روشنی کا کوئی امکان نہیں رہا تھا۔ ”جنگل کس قدر اواس اور اکیلا لگ رہا

<http://primenovels.blogspot.com/>

تھی۔ خالی خالی سی تھی۔

”آہا ماریا۔۔۔ کیوں رک جانے کے لیے کہہ رہی تھیں مجھے؟“

”میں ساری رات سو نہیں سکی۔ میرا بورشے مجھے واپس کر دیں۔“

”سیلن وہ تو تم نے مجھے خود دیا تھا۔“

وہ اپنے ہونٹ کاٹنے لگی۔ ”مجھے وہ واپس کر دیں۔“

”کس لیے۔۔۔ تو؟ اب میرا ہے۔۔۔“

”میں غمے میں تھی۔ اب وہ مجھے واپس
 کر دے۔“

”تمہیں نے کل رات اسے کہیں رکھا تھا اور بھول

یہ ہے کہ شکر کے کھانے سے

ایسا یوں ہو سکتا ہے۔ پورے رہ رہ کر جھوٹے
 الی چیز نہیں ہے۔ ”غصہ اس کے گالوں پر کھل کھل

”بورٹے سن کر بھول جانے والی چیز بھی نہیں ہے

س ماریا! اگر کوئی مجھے آج رات پورے شادے تو
 غائب مجھے یاد آجائے کہ وہ کہاں رکھا ہے۔" اس نے

نندھے جھٹک کر کہا۔
غصے سے بار بار کے کہا، یہ میرا خون ہے اور یہ میری

وچھ لینا چاہیے۔

”مبور شے؟“ جان نے پہلے اس کی طرف پھر
اسکر کی طرف دیکھا۔ آسکر نے تو فوراً ”لا علمی“

کندھے اچکا رہے۔

”ماریا! تم تو کسی کو بورشے کو ہاتھ لگانے نہیں دیتے، تو مجھ کو سا کہے آگیا؟“

ماریا نے ایک تیز نظر آسکر پر ڈالی اور اگل جان کو

کمرے پر نظر دوڑانے لگی اور اس بار اس کی نظر

تھے۔ جتنی تیزی سے اس نے ان دیوبوں کو کھولا، اتنی

ہنری اور فراغت سے وہ ڈبے اپنے رنگ سمیت اس
جھلے اور وہ کھڑی کھڑی۔ سبز۔ نیلی۔ سرخ

میں نے اس کی سوتی فراک پر کچھ غیر ارادی تصویریں
 کھینچیں۔ ان کے لیے اس کا ہر شے تصور کے پیچھے خاموش

ہے چھاپا اس تصویر کشی پر آنکھیں پٹ پٹانے لگا اور

جان۔ پورے۔ اور آسکر۔

ہندوستان کے لیے

”نہیں۔“ اس نے غصے سے کہا۔

”مستر اسکر ہمارے گلوں میں مہمان ہیں مارا۔
 پس انہیں معاف کرونا چاہیے تھا۔“

ماریا نے اور تیزی سے پانچور انگلیاں ماسی شروع
 کر کے آٹھ تو آٹھ کر باہری چلی گئیں اور انگلی

نہ نے خود کو اس صورتِ حال سے لطف اندوز کیا۔ شاہ گزنی اور رات آگیا۔ اب اسے اپنی

مکمل ہوا تو اس نے کہا کہ یہ سب کچھ میری طرف سے ہے۔

یا کے ہاتھ میں آسکر کا دیا رقعہ کھلایا۔

ت" "پورے مئے کا پتہ۔ جملہ ولت۔

انکار کی صورت میں 'میرا گھوڑا' بولتے اور آخر

ماریا نے رقعے کو مٹھی میں بھینچ لیا۔ پورے طے

دونوں منہوں کو بھیجنے ہوئے وہ تیز تیز جھلک کر

گر اگر اوتا چاہا تھا لیکن وہ اپنا غصہ کم نہیں کر سکی۔ جسے

”مجھے جنوں۔“

وہ مجھے سے پیر چسپی واپس جائے گی کی کہ مجھے
 سے اے بورشے بجھنے کی آواز آئی۔ وہ بے اختیار چلنے

در پھر بے ساختہ سگراوی۔ اسے ہمیں معلوم تھا کہ
رشتے کو اتنے بھونڈے طریقے سے بھی بجایا جاسکتا

یہ آسکر منیر پور سے لگائے ٹھیک اسی کے انداز
کی نقل کرتے ہوئے بجا رہا تھا۔ اسی کی طرح گھوم رہا

فہم اسی کی طرح اپنی غیر حاضر فراک کو لہرا رہا تھا، ہیٹ کو
 ہاتھ لگا رہا تھا۔ ہاتھ مسکراتے مسکراتے فقط رگڑنے

ہلکی۔ پھر جب جنگل سے جھینٹروں کی آوازیں بلند

”میں اسے کبھی بھی نہیں بچا سکتا ماریا! اس لیے تم

ایک بار پھر میرے لیے اسے بجا دے وہ اس کے قریب آیا اور پورے شے کو اس کے آگے کیا۔

”اے ہر وہ انسان بجا سکتا ہے جو روستی کو پانا چاہتا ہے“

شاہنشاہی پر اڑتے رہے پھر وہ نیچے آئے اور آسکر کے سر پر بیٹھے لگے کچھ دیو میں آسکر وہ ہمارا بن گیا جس پر جاتوں بڑا پر کیا ہوئے تھے ماریا اس کے گرد گھومتے پورے بجائے اسے ہاتھ کے اشارے سے حرکت نہ کرنے کا کہہ رہی تھی ایک بھی جتنو ماریا کی سمت نہیں بڑھا تھا سب جتنو آسکر پر ڈھیر ہو گئے تھے اور وہ کسی جتنے کی طرح اس کے اٹھنا تھا ماریا دہلی بھاڑتی کمر لٹا کر اس کے سامنے سے دو گئے کہ اس کا ہاتھ وہ جان گیا کہ ماریا اس سے پورے کو چھین لینے کا بدلہ لے رہی ہے۔

اس کے لیے معمولی انتظار ہو کر کوئی غم نہ کرو
میں اور تم بھی انہوں سے اسے ڈاک کو لے کر آؤ
پڑ کر لڑتے دیکھنا جب ایک آخری چٹو بھی
آسکرے گا اگر میرے پاس پہنچے گا تو میری
جگہ تم پر لڑاؤ گا میرا جگہ
میرا لڑکے ہیں جس سے میرے بچوں گھلوں کو
اپنے ساتھ لے کر لے جائے اور وہ میرے
میرے رہے بھلاؤں؟
جنتوں میں اور آسکرے

بارے میں ایسی ہی دوائے لیکن اڑایا گاؤں
کلی اچھا لگے دے گی اسے پھر چڑھا چکی تھی جو
آسکر کو بھی لگتی تھی۔ آسکر جس جس طرف دیکھ رہا
تھا وہ بھی اسی طرف دیکھ رہی تھی۔
راتے میں انہیں ایسا لگتی اور مارا میں تو وہ فرما
گھوڑے سے کو کران کے سامنے جا کر کڑا ہو گیا۔
اس کے گھوڑے سے کو لے کر اپنی تیزی اور ان
تیلوں کے ہاتھوں کو آگھوں تک لے جانے میں انہی
جلت نمایاں تھی کہ جو زمین نے سختی سے لہم کو پکڑا
اور اڑایا لے ایک نظر ان تیلوں کو دیکھ کر اپنی
سکرانٹ کو دم کھڑا کر لیا۔ روز بھی فرما آسکر کے
جسم پر

”مگر یہ جھوٹا ہے تو میں اس سزا کو طویل کرنا چاہوں گا۔“

”سپ بات کو اپنے حق میں کرنا چاہتے ہیں مسٹر جانسن؟“

”جی ہاں، میں نے اس سزا کو طویل کرنا چاہا ہے۔“

”تو میں اس سزا کو طویل کرتا ہوں۔“

”مگر یہ جھوٹا ہے تو میں اس سزا کو طویل کرنا چاہوں گا۔“

”سپ بات کو اپنے حق میں کرنا چاہتے ہیں مسٹر جانسن؟“

”جی ہاں، میں نے اس سزا کو طویل کرنا چاہا ہے۔“

”تو میں اس سزا کو طویل کرتا ہوں۔“

<http://primenovels.blogspot.com>

گھر واپسی پر جو زمین پر سوچ انداز سے اسکر کو دیکھتی رہی جبکہ انہیں کچھ سے چٹن کی رہی۔ دونوں ہی شام کو دنی دار بارہانے سے کہہ چکی تھیں کہ انہیں واپس چلے جانا چاہیے۔ فلاں رقص اور فلاں گھر ڈو کا بین قریب تھے نہی والا ہے لیکن اسکر نے واپسی میں کوئی بھی نہیں ملے۔ اس نے انہیں وہاں رکھنے پر مجبور بھی نہیں کیا۔

آسکر جانے کے لیے تیار نہیں تھا تو وہ بھی تیار
 نہیں ہوئے۔ روز کا کالہ بہت دل لگ گیا تھا وہ ایلوا
 اور کیتی کے ساتھ گاؤں میں گھومتی رہتی تھی۔ ان
 ہی کے ساتھ میں قریب تھے۔ میں ہونے لگا
 قریبات میں حصہ لیتا تھا۔ یہی ایلوا جی کو چڑھ
 چڑھ کر ملتی تھی۔ آسکر کو تھا۔ یہی ایلوا جی کو
 آسکر اور روزا دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب
 آتے تھے۔ جو فیصلی الی ایسی پسندیدہ تھی۔ اسے
 شہتہ بہت بخالت اور لباس کی بہت قدر پڑا کرتی تھی۔
 زندگی کے دوسرے معاملات میں بھی وہ بہت ناگزیر
 مزاج ہوتی جا رہی تھی۔

ایک دن وہ اور مارا لیٹے اپنے حوٹوں پر فری
کڑیں میر کرنے جارہے تھے کہ جوزفین نے آسکر کو
اتنے ناگوار انداز سے آواز دے کر کہ جانے کے لیے
کہا کہ آسکر اسے نظر انداز نہیں کر سکا۔ واپسی پر وہ
جوزفین سے بات کے بتائیں رہ سکا۔

”مارا میری دست سے اور میں یہ بات پسند نہیں کر گا کہ اس کے سامنے ایسے سخت انداز میں بات کی جائے۔“

”میں نے تم سے صرف یہ پوچھا تھا کہ تمہاری واپسی کب تک ہوگی؟“

”میں ابھی پوچھا ہوں تو مجھے برا نہ لگتا جو زمین، دھگ سب ہی اچھے ہوئے ہیں، برا تو انیس غلط اسٹروک کر رہے ہیں۔“

”جو زمین خاموش ہو گئی۔“ تم کہہ کر واپس جانا چاہتے

”میں نے اپنی طے نہیں کیا۔“
 ”تم جانتے ہو کہ روزِ اُتھارے بغیر نہیں رہتی۔“
 اس کے سب ہیوز میاں کو اسے سبق دینے نہیں
 آئیں گے۔“
 ”اسکے سمجھ جانے والے انداز میں سر ملایا۔“
 ”ٹھیک کہہ رہی ہو۔ تم لوگوں کو اب لوٹ جانا
 چاہیے۔“

جو زمین نے بے نیکی سے آسکر کو رد کیا۔
 بیش ریل رنجانے ہو؟
 ”میں نے کہا تو جو زمین میں نے ابھی کچھ طے
 کیا ہے۔“
 ”اے دن روزا اس سے ہند کر رہی تھی کہ اس
 زمین واپس چننا چاہیے۔ روزا کی بات تمہی نکلا کرتا
 تھا۔“
 ”جو زمین نے جگہ ہند نہیں کی؟“
 ”ہر جگہ پھر آجائیں گے۔ ابھی وہاں آگئے
 ہیں۔ کیا زمین پلایا نہیں آتے؟ کیا تم اپنے دوستوں
 کو بھی بھول گئے ہو؟“
 ”آسکر روزا کو اپنے کسی بھی جواب سے مطمئن
 نہیں کر سکتا۔ اس مقام کے میں اڑا ہوا میرے انتظار
 کر رہی کہ آسکر میں بھی اپنے ساتھ کھڑ
 سوار کی کوشش نہ کرے۔ اچھی کوئی نئی
 دھڑکی دیکھ کر گئے۔“

رات کو جب وہ باری باری اپنی دونوں بہنوں اور
ازایلا کو شب بخیر کہہ چکا تو اسے کمرے میں آکر جنگل
کی طرف دیکھنے لگا۔ جہاں کہ کمرے کے دروازے پر بند
ہو یا تو وہ کھڑکی کے راستے باہر آگیا۔ جس وقت وہ باہر
کی کھڑکی پر ہمارا تھا اس وقت جو زمین اپنے کمرے کی
کھڑکی میں کھڑی اس باڑھ کو دیکھ رہی تھی جسے
چھلانگ کر جاتے ہوئے اس نے آسکر کو تھکا دیا۔ چم
ویر بعد وہ شب اپنے باڑھ کے راستے کے اس پار دھبی

<http://primenovels.blogspot.com/>

<http://primenovels.blogspot.com/>

رقار سے ملنے لگی۔ کچھ دوا سے آسکر اور مارا آگے پیچھے چلتے ہوئے کھانسی لگے۔

جو زمین اپنے عرسے میں دواؤں آگئی اور بے چینی سے مٹنے لگی۔ اس کی پیاری دوست مس ازایلا ایک بے حد خوب صورت اور شاندار لڑکی ہے۔ کیا کسی لڑکی کی موجودگی میں کھڑی کسی لڑکی کی ضرورت رہتی ہے۔ جو زمین اس وقت تک نہیں سوئی جب تک اس نے آسکر کو دواؤں آتے ہوئے نہیں دیکھ لیا۔ اگلے دن صبح اس کے ساتھ شہر چلے گئے۔ یہی آسکر اس کے ساتھ چلے گئے۔ بے چارہ نہیں ہوا۔ وہ کسی صورت صحت یابی نہیں رہا تھا۔

جو زمین کو ازایلا کو اپنے زہریلے شریک کر دیا اور آگیا بار دات کو جب آسکر کھڑی کے راستے پر لگا تو جو زمین اور ازایلا بھی اس کے پیچھے چلے گئے۔ لیکن کچھ جھلک کے بعد دونوں کے راستے کم کر دیے۔ اندر سے مس ازایلا دھاتی نہیں دیا۔ کچھ جھلک کا خوف کی طاری ہو اور وہ دواؤں آگئی۔

دوا اور مارا کی کٹائی وہ بھی ہو چکی تھی۔ دوا مارا کے ساتھ کافی وقت گزارنے لگی تھی۔ ایک رات آسکر کے ساتھ دوا بھی چلے گئے۔ تو جو زمین کی حیرت کی حد میں رہی۔

”کیا سب کیا ہو رہا ہے؟ وہ ازایلا سے پوچھ رہی تھی۔“ دوا اور مارا کا ایک ساتھ جھلک رہا نظر انداز کیے جانے والی بات تھی۔

روزا کی آنکھوں پر تھی جو اور وہ آسکر کے ساتھ کھڑی ایک ایسے سزا کو ن رہی کی خواہش نے آج سے پہلے نہیں سنا تھا۔ کچھ دیر تک وہ اس سزا سے لطف اندوز ہوئی رہی پھر آسکر نے غیر محسوس انداز سے اس کی آنکھوں پر سے پٹی ہٹا دی اور دوا زہم بخورہ مٹی۔

”مارا۔ تم۔ یہ سب۔ یہ۔ او! میرے خدا۔ کیا یہ کوئی جادو ہے۔ کیا میں خواب دیکھ رہی

ہوں۔“

کچھ دیر دم بخود کھڑے رہنے کے بعد وہ مارا کے ساتھ اس کے چمنوں کے دروازے میں گھس گئی اور خوشی سے بے قابو ہو چکی۔ روزا کچھ ایسے دل فریب انداز سے خوش ہو رہی تھی کہ مارا کو ایسے لگنے لگا تھا کہ پورے کو بجا کر اس نے حقیقی خوشی حاصل کر لی ہے۔ پھر جب روزا محبت سے مارا سے لپٹ گئی تو وہ بھی جذباتی ہو گئی اور روزا سے لپٹ گئی۔ دونوں کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

پھر وہ چھپ کر کھڑی جو زمین اور ازایلا کے لیے اس منظر کی تاب لانا تھا وہاں مشکل ہو رہا تھا۔ انہیں اپنی آنکھوں پر پتھر نہیں آ رہا تھا۔ دونوں نے اپنے ایک دوسرے کو دیکھا اور ان کی سمجھ میں کیا کہ اس سارے منظر کو کیا مانیں۔

کچھ دیر وہی تک وہ شریک نہیں کھا رہیں۔ اگلے دن وہ سرگرمیوں میں پاش پاش گئی۔ روزا سے سب کچھ اگلا دیا۔ ان کے مشکل میں قلم روزا صرف چوہ سال کی تھی اور اپنی عمر سے بھی زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بہت آرام سے جو زمین کو سب بتایا اور پھر کچھ دیر تک یہ بات کسی اور کو معلوم نہیں ہوئی۔

”یہ بات کسی اور کو ہرگز معلوم نہیں ہوئی روزا۔“ دونوں میں۔

پھر ایک رات جب روزا اور آسکر پورے سے لطف اندوز ہو رہے تھے تو وہ دونوں بھی ان کے سر پہنچ گئیں۔ مارا بری طرح سے ہلکا گئی اور اس نے خائفہ نظروں سے آسکر کو دیکھا کہ تم نے سب کو بتایا۔

”میں نے جنہیں اور روزا کو یوں رات کو اس طرف آتے دیکھا تو تمہارے پیچھے آگئی۔“ جو زمین نے وضاحت دی۔

مارا نے جو خاموش کھڑی ایسے بیروں کو دیکھ رہی تھی۔ منہس گھاری ہوں۔“ کہہ کر تیزی سے وہاں سے دور ہو جانا چاہا۔

http://primenovels.blogspot.com/

”مارا۔ رک۔ کیا جنہیں ہمارا ابراہام۔“ جو زمین نے جلدی سے مارا سے کٹ کر چلے جانے سے پہلے کہا۔ تم نہیں اپنا دوست نہیں سمجھتیں۔“ اس نے مارا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔

مارا کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں تو یہ بھی نہیں آتا تھا کہ اسے پورے کو اخراج چھوڑ کر یہاں رہنا ہے۔ وہ اس کا کچھ بچے سے ملاں میں۔ وہ خود چاہتی تھی کہ ساری دنیا پورے سے حاصل ہونے والی خوشی حاصل کر لے۔

”تم حیران کی شخصیت کی مالک ہو مارا۔ تم نے مجھے بہت کچھ دیا۔“ جو زمین نے اس کے ہاتھ سے مارا کو کھینچ کر دیا۔ اور وہ اپنی ساری ساری اور مصروفیت سمیت جو زمین نے اپنے ہاتھ کی گرفت میں محسوس کر کے خوش ہوئے تھے۔

اگلا دن افرا لغوی کا کشا رہا۔ انہیں دنیا کے طیل ہونے کی اطلاع ملی تو وہ سب فوراً تیار ہو گئے۔ انہیں دواؤں چلے گئے تیار ہوئے۔ ابو بھی اور مارا اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ کچھ دیر پہلے سے آخری کنارے تک رخصت کرنے کی عمر پر پڑاں کے پانچوہ آسکر نے کھڑی سے ہرنگل کی بیٹ کھاتھ میں لے کر چوڑے سے لڑا اور چلا کر کہا۔

”تو زمین شہر پورے کا اٹھارہ بجے۔“ مارا کچھ کھانے پہلے ہوا میں اڑنے کے اور اس کی آنکھوں کے جنور روشن ہوئے۔ گھوڑے کی کام کو ہٹا کر اس نے جھلکی کی طرف موڑ لیا اور اس کی فرا کی چپ میں رکھا اور شہر خیزہ پھونک دیا۔

آسکر کو آخر کار یہ معلوم ہو ہی گیا کہ مسٹر یوک نکاس اس کے قدر محبت کرتے ہیں۔ ان کی بی بی واصل نری تھی۔ وہ آسکر کو اپنے سر کے قریب بیٹھے کے لیے کہتے اور اس سے بے معنی باتیں کرتے رہتے۔ آسکر نے پوچھا کہ آگن بنانے کی خوش کرنی چاہیے تو وہ نہ دیے۔

”اس سزا کو چھوڑ دو۔“ اس کی اتنی بے عزتی نہ کر سکا۔

”آسکر کھلا کر نہیں دیا۔“ جنہیں یہی اب کوئی بات بری نہیں لگتی آسکر! تمہارے کان سرخ نہیں ہوئے۔ اور تم پھر کبھی نہیں چلے۔ تمہارا دل کچھ عاقل نہیں جھوٹک دینے والا ہے۔ جی نہیں ہوا اور دل آج آنکھوں سے تم نے تصورات کی دنیا میں رہنا بھی چھوڑ دیا ہے۔

”کیا میں سب کرنا ہوں؟“

”نہایت کے جانور وہ فقیر لگا کر ہٹنے لگے۔“ وہ! آسکر جنہیں کیا ہو گیا ہے۔

”میں نے یہ سب کچھ کرنا سیکھا لیا ہے۔“

”میں نے یہ سب کچھ کرنا سیکھا لیا ہے۔“

”وہ سب کچھ کرنا سیکھا لیا ہے۔“

بار چلیا کرتے تھے۔ وہ ٹھیک کرنا کرتے تھے۔ ساری دنیا سے زندگی میں کھوجا لے کر کسی کی کھڑی میں جا کر ڈھونڈ لیا جاتا ہے۔

”کیا میں اپنی باتیں بھی یاد کرنے لگی ہیں آسکر۔“ کیا جنہیں وہاں کی پورے شہر آسکر نے چوک کر انہیں دیکھا؟ پورے شہر آپس کے جانتے نہ کیا۔ کیا دواؤں بتایا؟

”میں جانتا تو تھا کہ میں ایک تک بھول چکا تھا۔“

”تیسرے دیکھ کر کچھ بھلا کر لیا۔“

”تیسرے دیکھ کر کچھ بھلا کر لیا۔“

”تیسرے دیکھ کر کچھ بھلا کر لیا۔“

دوا کے ساتھ آخری بار جب میں وہاں گیا تھا تو وہاں مجھے ایک پیاری سی لڑکی کے پاس لے گئے تھے جو سر شام بزرگ تھے۔ پھر پورے بھلا کر گئی تھی۔

تمہارے دادا اگر کچھ کرتے تھے جس شام وہ پورے نہیں سمجھتے تھے۔ میں سمجھتی نہیں تھی۔

آسکر حیرت سے کہہ لگا۔ ”پورے من کو بھول جانے والی چیز تو میں سب آپ نے اسے دوبارہ کیوں نہیں سنا چاہا؟“

”شاید میں یہ چاہتا تھا کہ اسے تم سے لوں۔“

اسکر مکر لایا۔ "میں نے ایسا ساز بھی نہیں سنا اس کی وہن آگئی تھی۔"

"مجھے ایسے ہی کی شک کی توقع تھی اسکر۔" ان کا ہنسنے پر سنا تھا۔ "تم اپنی دو حقوں کو آئیلینڈ آنے کی دعوت کیوں نہیں دیتے۔"

اسکر نے چونک کر اس میں دیکھا اور پھر اچھل پڑنے والے انداز سے کھڑا ہو گیا۔ "خیر خیال مجھے کیوں نہیں لایا۔"

"بعض معاملات میں تم حد سے زیادہ تالاق نہ ہو۔"

"ٹھیک کہا آپ نے۔ میں تو کافی سے زیادہ تالاق ہوں۔"

ماریا اپنی دونوں بچاؤ گاہوں کو ابھار کر دیکھتی تھی۔ آئی تھیں جو آئیلینڈ اپنی ایک دھڑکتے دار خاتون کے ساتھ کچھ عرصہ آٹھ اہلی کے ساتھ آئیلینڈ میں ہی رہنے کا ارادہ تھا۔

"کیا تم بورے لائی ہو؟" وہ پوچھا۔ "آگے کر کے اس کا ہاتھ تھام کر اسے بھی سے اترنے میں مدد دیتے ہوئے اس کے پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر اسے اٹھائیں۔" وہ سب سے پہلے اس کے پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر اس کے سر کو دیکھا اور پھر اسکر کو دیکھا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ روز آتے ہوئے مجھ میں رہتی ہوگی۔" اسکر کے نام کے بچے نے روزانہ نام لیتا رہا۔

اسکر نے گھر پر ایک سرسری نظر ڈالی جیسے دیکھتا چاہا کہ کیا وہی اس کا گھر ایسا ہی بڑا ہے کہ پہلا سوال اس کے بارے میں کیا تھا۔

گاہوں کے معمول کے لباس کی نسبت اس نے نسبتاً جدید فیشن کی ایک بزرگ کی فرماک بینی تھی۔ اس کے ہینٹ کے کنارے کی جالی اس کی ایک آنکھ کے کنارے کو چھپا رہی تھی۔ ٹھکانے والے باہوں کے کچھ کنڈل اس کی پیشانی پر گاہوں کی لوکے آسمان

موجود تھے۔

جس وقت ماریا اسکر کے ساتھ بیٹھی رہی وہی وقت جس میں گھر کے اندر داخل ہو رہی تھی اس وقت اس نے ماریا کے اثرات کو خوف زدہ پایا۔ ریلواری ایک کے بعد ایک قدم کھڑکی کے پاس سے گزرتے جہاں سے باغ کا منظر دکھائی دیتا تھا وہ ایک سے دوسرے کی طرف گزرتے اور اس نے ریلواری میں گزرتے دیکھ کر دھڑکتے ہوئے دیکھا۔ وہ پچھلے ایک کھڑکی کے اس طرف دکھائی دینے والے اس کے لیے سناٹے میں مرائے چہرے کی چمک ابھار دینے لگی تھی۔ کیا گھر کی آرائش اس پر دھندلائی گئی تھی۔ چلتے چلتے وہ اسکر سے دو قدم پیچھے ہٹ کر اسکر کو گرا کر دیکھا۔

"کیا تم بڑا بڑا کیا جس میرا گھر بند نہیں لایا۔" ماریا گھر کو اٹھنا نہیں دے سکتی تھی کہ اس کی گور جو فیشن سے ملنے کے لیے آگے بڑھی جو ہل کی میز صوفوں سے اتر کر اس کی طرف آ رہی تھی۔

"لو! ڈیسکر۔" کتنا اچھا تھا! جس میں ہل دیکھ کر جو فیشن اس دیکھنے کی پوچھانے لگی اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کے دونوں گاہوں کو اپنے گاہوں سے منس کرتے تھی۔

مجھے ہی نہیں وہ مشربیک کے سامنے بیٹھی تھی۔ مشربیک سے پہلی ملاقات، پہلی ملاقات جیسی تھی تھی۔ یہی پہلی ملاقات تھی جو پہلی ملاقاتوں کی بے لگنی تھی۔ اس کے لیے ماریا سے اس کی دلچسپی کے بارے میں پوچھتے رہے اور پھر انہوں نے سرگرمی میں پوچھا۔

"جی جی! تمہارا ساز جھنوں کو سمجھنے لگتا ہے یا تمہاری دعا؟"

"ماریا انہی۔" میرے ساز میں چھپی میری دعا۔"

"میں انہی۔" میں انہی سے زیادہ مجھے جرات پسند ہے۔"

"جرات مند ہونے کے لیے کبھی بھی خود غرض بھی ہونا پڑتا ہے۔ ایسی خرابی جو خالی کو شلک رکھے

نہی کام کی۔ مجھے بورے کو چھپا کر رکھنا پڑتا ہے اور مجھے منظور ہے۔"

"مگر یہ ساز کسی مو کے پاس ہوتا تو وہ اس وقت تک دنیا کا بہترین چکا ہو نہ مجھے افسوس ہے کہ تمہارے ساز کے لیے جالو کاغذ استعمال کیا گیا۔"

"کیا یہی کہنے کے لیے بھوم کی کہاں اور دلو ضروری ہے؟ کیا یہی ہونا ہے کہ میں نے دنیا آپ کو تسلیم کر لے؟ کیا جھنوں اور بچاؤ میں یہی ہونا ہے؟"

"ہرے میں ہے جھنوں کی ملک ہوں کیا مجھے کسی اور کی ضرورت ہے؟"

مشربیک اس کے جواب سے بہت خوش ہوئے۔

"یہاں سے کیا پاس کر رہے تھے ماریا۔" مشربیک اسکر کے پاس سے گزرتے ہوئے کہنے لگا۔

"ماریا نے ضروری ہے کہ میں اس کی باتیں دہرائوں؟"

ماریا نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں نے تم سے پوچھا تھا کیا تم بورے لائی ہو؟"

"میں اسے بھی جیسا نہیں کرتی۔" اس نے اپنی پوشیدہ سب کو قہقہہ دیا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم میرے لیے بورے ضرور لادو گی۔"

"نکل ورسن نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں اسے ہرگز نہیں بھلاؤں گی۔"

"نکل ورسن نے گاہوں میں بھی بھلائے سے منع کیا تھا میں نے تمہاری نہیں۔"

"سب انہوں نے منع کیا تھا اب وعدہ کیا ہے۔"

"جیسی ہے؟" وہ کہنے سے کہ سب نہیں جالو کرنی کہیں کے شکر کے لوگ بھلاؤں گے۔"

"ماریا کو برا لگا۔"

"تھوڑا سا سی سی کچھ فرقی تو ہے۔ گاہوں کے لوگوں کی زندگی میں مقامی رقص کے علاوہ ہی کیا وہ شکر کے لوگوں کی اور اسی طرح سے جانتے ہیں کہ مکمل طور پر کام میں نہیں سننے ان کی زندگی جلد ہیں وہ بہت سست آگے بڑھتے

ہیں۔"

ماریا کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔ "مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم شہر اور گاہوں کے لوگوں میں فرق تلاش کرتے رہتے ہو۔ پھر تو میں کی گوارا ہوں۔ میری زندگی بھی مقامی رقص اور گوارا ہی تک محدود ہے۔ شادی اور معاشرتی اطلاعات کے طعنے ہمارے لیے بے کار ہیں۔ یہ ہم اہم القاب لائے ہیں نہ اس کا موجب بنتے ہیں۔" ماریا نے اس کے سامنے سے گزرتے ہوئے کہنے لگا۔

"بے عزتی میں نہیں کی جاتی ہے۔"

"میں نے حقیقت بیان کی ہے۔"

"حقیقت ہے کہ شہر والوں کے لیے بورے کسی لمحے سے بڑھ کر نہیں ہو گا وہ اس سے محفوظ ہوں گے اور میں نے بورے کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ اسکر۔"

جان لو میرے لیے یہی وہی ہے کہ کیا ساز میں ہے۔"

ماریا کے لیے اسے اسکر کو غصہ دلایا۔ وہ ماریا سے اس انداز میں بات کی توقع نہیں تھا۔ "میرا خیال تھا کہ تم اپنے دوست کی فراخ سواہت ہو گی۔"

ماریا نے باغ میں چل قدمی شروع کی اور مکمل "میرا بھی خیال تھا تم اپنے دوست کو عزت" دے گئے۔

وہیں کھڑا رہا اور وہ تیزی سے آگے چلی گئی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ چلائی تھی جس نے کھڑا ہو کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر اس کے سر کو دیکھا اور پھر اس کے سر کو دیکھا۔

اسکر کو تو قہقہہ میں چھپی کہ اس نے اپنے انتظار کے بعد ہونے والی ملاقات کے لیے تھوڑی سی تیزی میں کی امید تھی کہ ماریا اس کی ذہنی جان کا تھا کہ اس نے اسے خود بھی شے میں تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ماریا نے پچھلے دن کے کاغذ پر کیا ہے وہ چھوٹی چھوٹی بات پر غصہ ہو جاتی ہے وہ ایک لمحے میں اپنی بن جاتی ہے۔ اسکر کو ماریا کے اس انداز سے دیکھ کر پتہ چلا تھا کہ اس نے اسے جانتی بن چکا تھا۔

وہ اس سے پوچھا کہ کیا ماریا کی بات پر ناراض ہو کر رہی ہے تو اس نے کندھے پر اچکا دیے۔

"میں نہیں جانتا اور نہ ہی مجھے پڑا ہے۔"

”شرکے لال بیگ بھگنوں کے جتنوں سے معذرت چاہتے ہیں۔“ اسکرے نے تجوڑا سا آگے جھک کر اس کے گلے سے قریب ہو کر سرگوشی کی مارا ایک دوپٹا اور اس کی گھٹنوں پر بیٹھ گیا۔ اسکرے نے چند خوشبوؤں کی بیجاؤں بھریں اور بھرا ایک بوتل اس کے آگے کی۔

”یہ خوشبو اچھی ہے۔ یہ جس شرکے ان لوگوں کی یاد دلائے گی جو پورے کو پسند کرتے ہیں اور تمہارا احترام کرتے ہیں۔“

ماریا نے خوشبو کی مٹی بوتل اس کے ہاتھ سے لے لی اور مسکرائی۔ ”یہ مجھے ان لوگوں کی یاد دلائے گی جو صرف پورے کو یاد کرتے ہیں۔“ اسکرے نے ایک تھوڑا سا انگلیز قتلہ ”ہو سکتا ہے یورپ نے اپنی بیادیں کو سرگوشی میں رکھا۔“ جس وقت وہ دونوں دکان سے باہر نکل کر بازار میں شامل رہے تھے تو اسکرے کو محسوس ہوا کہ وہ جاہل جی بہت زیادہ مسکرا رہے تھے۔

”میں آج رات جیڑا ہوں، تم ساتھ چلو کی؟“ ماریا نے تجوڑے کے ساتھ سوجا اور پھر اپنی سرسلاطہ ”آج رات مجھ کو مارے گا، اس کی سبکی کے گھر جانا ہے۔ میں اس سے وعدہ کر چکی ہوں۔ وہ کھانے پر ہمارا انتظار کرے گی۔“

”نئے سال کی تقریب کے بارے میں میں ابھی سے جانتا ہوں، اس تقریب میں ہمیں قاتلہ جوڑمیں بہت اچھی شہرت ہے۔ ہر سال ہمارے گھر کی تقریب کا انتظار کیا جاتا ہے۔ وہ بہت شاندار تقریب کا انتظام کرتی ہے۔“

”کیا تمہارے میل تقریبات کی دعوت ایسے دی جاتی ہے۔“

”اس سے پہلے کہ تم اس دن کے لیے بھی کسی اور کی تقریب میں جانے کا وعدہ کر لو میں سے سوچا تمہارا“ جس سے بتا دوں اور تم سے وعدہ لے لوں۔ سر رادھی سی۔“

چلتی چاروں خواتین نے گردن موڑ کر ان دونوں کو دیکھا اور پھر سارے عجیبی کے گلے میں سرگوشی کی۔ ”نابیناؤں کی ایسی ہی ہے۔“

”نئے سال کی تقریب کے لیے ماریا کو بیڑا ہو گا۔“ آتش امبی اور لون کی بیٹی سارہ اس کی خاص کروری تھیں۔ سارہ ہی کی پسند اور تجربے کو دیکھ کر دیکھتے ہوئے اس نے اس کے لباس کو بولا۔ ”مرا ہوک بیگ کی طرف سے تمہیں باقاعدہ نوکریاں مل رہی ہیں۔“

”تقریب سے دو دن پہلے ماریا اپنی فزکس میں کمر لگا رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ کسی بھی توارک سے ایسا قابل تھا جو اس کے دل میں رہتا ہو۔“ آتش امبی نے سارہ سے خوشامیہ لیں۔ ”میں اپنی طرف سے کرنا چھوڑا اور اب بھی سب کا انتظار کرتی ہوں۔“

”نئے سال کی تقریب کے بارے میں میں ابھی سے جانتا ہوں، اس تقریب میں ہمیں قاتلہ جوڑمیں بہت اچھی شہرت ہے۔ ہر سال ہمارے گھر کی تقریب کا انتظار کیا جاتا ہے۔ وہ بہت شاندار تقریب کا انتظام کرتی ہے۔“

”کیا تمہارے میل تقریبات کی دعوت ایسے دی جاتی ہے۔“

”یہ خوب صورت لڑکی کون ہے اسکرے؟“ ”مگر یہ ایک نیا اور خوش آمدید کرنے کے لیے آگے مارا چارہ بھریاں ہے۔“ ”کیا تمہاری سی دکان کا نام اسکرے ہے؟“

”نئے سال کی تقریب کے بارے میں میں ابھی سے جانتا ہوں، اس تقریب میں ہمیں قاتلہ جوڑمیں بہت اچھی شہرت ہے۔ ہر سال ہمارے گھر کی تقریب کا انتظار کیا جاتا ہے۔ وہ بہت شاندار تقریب کا انتظام کرتی ہے۔“

”نئے سال کی تقریب کے بارے میں میں ابھی سے جانتا ہوں، اس تقریب میں ہمیں قاتلہ جوڑمیں بہت اچھی شہرت ہے۔ ہر سال ہمارے گھر کی تقریب کا انتظار کیا جاتا ہے۔ وہ بہت شاندار تقریب کا انتظام کرتی ہے۔“

”نئے سال کی تقریب کے بارے میں میں ابھی سے جانتا ہوں، اس تقریب میں ہمیں قاتلہ جوڑمیں بہت اچھی شہرت ہے۔ ہر سال ہمارے گھر کی تقریب کا انتظار کیا جاتا ہے۔ وہ بہت شاندار تقریب کا انتظام کرتی ہے۔“

”نئے سال کی تقریب کے بارے میں میں ابھی سے جانتا ہوں، اس تقریب میں ہمیں قاتلہ جوڑمیں بہت اچھی شہرت ہے۔ ہر سال ہمارے گھر کی تقریب کا انتظار کیا جاتا ہے۔ وہ بہت شاندار تقریب کا انتظام کرتی ہے۔“

”نئے سال کی تقریب کے بارے میں میں ابھی سے جانتا ہوں، اس تقریب میں ہمیں قاتلہ جوڑمیں بہت اچھی شہرت ہے۔ ہر سال ہمارے گھر کی تقریب کا انتظار کیا جاتا ہے۔ وہ بہت شاندار تقریب کا انتظام کرتی ہے۔“

”نئے سال کی تقریب کے بارے میں میں ابھی سے جانتا ہوں، اس تقریب میں ہمیں قاتلہ جوڑمیں بہت اچھی شہرت ہے۔ ہر سال ہمارے گھر کی تقریب کا انتظار کیا جاتا ہے۔ وہ بہت شاندار تقریب کا انتظام کرتی ہے۔“

”نئے سال کی تقریب کے بارے میں میں ابھی سے جانتا ہوں، اس تقریب میں ہمیں قاتلہ جوڑمیں بہت اچھی شہرت ہے۔ ہر سال ہمارے گھر کی تقریب کا انتظار کیا جاتا ہے۔ وہ بہت شاندار تقریب کا انتظام کرتی ہے۔“

نے سال کا ہاتھ آقا زاد۔

اربا نے ایک بل خراش فتح ماری۔ پورے اس کے ہاتھ سے دور جا رہا۔ چٹوڑوں کا چمڑا جیہاں کی چمٹ سے ہو کر اس تک آنا نہیں رہا۔ بل کر ڈیویر ہو گیا۔ وقت کی تبدیلی کی بجلی کی بجٹ سے یہ ڈیویر بدھتا کیا بدھتا سی لیا مارا کاسید رنگ بل کر سیاہ ہوا۔ اس کی آنکھیں سے نور ہو کر وہ زمین پر ڈیویر ہو کر پٹھے کی بجلی کی آخری سانس کی طرح اس کے جسم سے نکلی۔ اس کی جیسے بدن چھوڑا کر گئی۔

”اگ کس نے جلائی ہے؟“ آسکر پوری قوت سے دھاوا لے۔

”آپ نے ہی تو کہا تھا۔ ہاں جیتے ہی سب لاؤروشن کر لے جائیں۔ آپ کے حکم پر ہی تو۔“ آسکر نے ایک کران۔ سب ملازمین تک چلا جاتا جو نیم اندر چرے میں اپنی اپنی جگہ مستقر ہوئے۔ آگ روشن کرچکے تھے لیکن اسداری کی گرجھی۔

”ماریہ“ آسکر فرما۔ ”اس کے پاس جا کر پیچہ پیچہ گیا۔ او اسے جلدی سے ایک کرور سے اٹھایا اور اسے ماریہ کے ہاتھ میں دیا چلا۔ اتنی سی دیر میں ماریہ کی آنکھیں زندگی کی غولت کے سارے آسرو بہا جلی ختم۔

”ماریہ“ آسکر نے ہاتھ پر ہمارا ماریہ کے چہرے کو اوپر اٹھا لیا لیکن ماریہ نے پیش کی شدت سے ایک دور دورا چمڑا آسکر کے منہ پر دے مارا۔

ہاں جو پہلے سے ہی سنانے کا کھڑا تھا۔ چٹوڑی کو بج سے بالکل ہی سہا ہوا۔

آسکر کتنے کی حالت میں ماریہ کو دیکھنے لگا۔ اسے ماریہ سے ہر زندگی کی توقع ہی سوائے اس کے دکھ سے آسکر کی آنکھوں کے سامنے اندر ہر اچھا کیا۔ بے غرضی کا احساس اٹھنا کو ملتا نہ تھا نہ ہوا گیا۔

ماریہ اپنی جگہ سے اٹھی اور زمین پر نظریں گاڑے۔ سوختہ چٹوڑوں کو دیکھنے لگا۔ ”اس میں اپنے چہرے نے آسکر سے بچاتے باہر کی طرف یکدم بھاگ۔ آسکر کی ماریہ

کے پیچھے بھاگا۔ جس وقت وہ راہ واری سے گزر کر میڑھیاں اترا رہی تھی، آسکر نے اسے پیچھے سے قلم کر دیا گیا۔

”میری بات سنو ماریہ۔ تم ایسے نہیں جا سکتی۔“ ماریہ نے نفرت سے آسکر کو دیکھا اور اپنا ہاتھ اس سے اکڑا کر رکھا۔

”میں نے سب کو سختی سے منع کیا تھا کہ میرے کمرے سے پہلے رو نہیں لگی جائے۔ انہیں کوئی غلط فہمی ہوگی۔“

”غلطی تو مجھے سختی کے تمسب دیکھ لوگ ہو۔“ اس منٹ نے آسکر کو چوکا دیا۔ ”کیا مطلب ہے تمہارا؟ تمہیں لگتا ہے یہ پہلے سے شے تھا؟ انہیں چلا دیا جائے گا۔“

”میں نے تمہارا منہ نہیں کین وہ مل چکے ہیں۔ زندگی کے معاملات میں ایسے غفلت میں بری جا سکتی کہ موت تک لے جائیں۔“

”تم میرے ساتھ اور آؤ۔ میری بات سنو۔“

”جس لنگے میں تمہاری بات سننے کے لیے تیار ہوں گی۔ تم میرے باپ کو چلاؤ۔“ ماریہ چلائی۔

”میری بات نہیں سنا“ وہ اپنی ہڈیاں پوری ہو۔

”تم نے مجھ سے کیوں کہا کہ میں پورے بھائیوں کے ہمراہ یہ کیل چلا کر جو زمین کی عزت قائم رہے۔ میرے چٹوڑوں سے ناچیں انہیں کے گوارا لوگ تم میرے کو لوں گی بے رحمی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ انکل ورس نے تمہیں کہا تھا کہ لوگوں کے لیے پورے کسی تماشے سے زیادہ اہم نہیں ہوگا۔ وہ محفوظ ہوں گے۔ تمہاریاں عیاں گے اور فراوانی کریں گے مجھے ایسے لوگوں کے سامنے پورے کو بے نقاب نہیں کرنا چاہیے۔“ ماریہ نے چلا کر کہا۔

”تمہیں لگتا ہے میں بے رحم ہوں۔“ آسکر نے بھی چلا کر کہا۔

”ہاں بے رحم تو تم۔“

http://primenovels.blogspot.com/

”تم ان مشاوت کے لیے مجھے بے رحم کہہ رہی ہو۔ مر گئے ہیں تو اور انہیں گے۔ تم ان کے لیے میری بے غرضی کر رہی ہو۔“ آسکر کا انداز اتنا جگمگاتے تھا کہ لطف کے احساس سے ساری مجلس جگمگ۔

”مشاوت“ جو مر گئے ہیں وہ اب واپس نہیں آئیں گے۔ انہیں موت کے لیے بلانے پڑا۔ اس پورے نے بلایا۔ ”ماریہ نے ہاتھ میں پکڑے پورے کو ذور سے آسکر کے قدموں میں دے مارا۔

”اس موت کے کیا ہوگا؟ تم رکھو۔ زندگی کے خاتمے کو تم بھاگو۔ بے رحمی تمہاری ہی میراث لگتی ہے۔“

”خیر“ ماریہ میڑھیاں اترا رہی تھی اور جس گلی فرار کے کوئل پر وہ پہلے چٹوڑا رکھ کر تھے وہ فری فرار کشتن کو چھوڑا۔ اپنی کمان کی باغیوت دینے لگی۔ ماریہ جیانی کیل سے کمان کی ہولی ٹیل کی۔ اندر سے سال کا جشن شروع ہو گیا۔ ریش چکر سے شروع تھا۔ موسیقی کو سنے شوق سے چلیا جا رہا تھا۔ تماشا ختم ہوا تھا پورے اور چلے ہوئے چٹوڑوں کو فراوانی کیل گیا تھا۔ آسکر میڑھوں کے کنارے کھڑا رہا تھا۔

اور پورے آسکر کے قدموں میں چڑائی موت کا نام کر رہا۔

”میں نے آسکر کے کمرے میں آئے۔ وہ کسی کتب کو پڑھنے کے جتن کر رہا تھا۔“

”تمہیں ماریہ کیس کا چلنا چاہیے تھا۔“

”میں کا خیال ہے میں بے رحم ہوں۔ میرا بھی یہ ہی خیال ہے میں اسے اپنی بے رحمی سے دور رکھنا چاہتا ہوں۔“

”تھو کہ جین زیادہ دیر نہ کرنا۔ معصوم لوگ انتظار کرنے کے بہت جلدی ہوتے ہیں۔“ کہہ کر وہ نپٹ گیا۔

انگن میں بھی آسکر نے سارے معاملات معلوم کر لیے تھے۔

کر لیے تھے۔ ملازمین کو یہ ہی حکم ملا تھا کہ عین چٹوڑوں کے رقص کے دوران وہ آگ کے لاؤروشن میں بیٹے اور سب ایک ساتھ رہیں۔ یہ جو زمین کا تھا، تمہا لیکن اس کا اعلان آسکر کے نام سے ہونا چاہیے۔ سب ملازمین کو جو زمین دی دیکھی تھی اور وہ اسی کا ہاتھ پاتے تھے۔ اس کی موت کے بعد سارے گھر کا تقاضا ہوئی جیتی تھی۔

وہ جو زمین کے پاس ایک گھر کے حسابات لگتے میں مصروف تھی۔ یہ کس کا تھا کہ اس کے مرنے کے بعد اس نے اپنی زندگی کو گھر کے لیے وقف کر دیا تھا۔ وہ وقت گھر کی ہول میں مصروف رہتی تھی اور شاید کسی نے اسے بدل کر رکھ دیا تھا۔ آسکر کچھ دیر تک اسے غماز کیا۔

”آسکر تم بے چارے“ جو زمین نے اسے ایسے کر دے دیکھ کر کہا۔

”تم نے کیا کیوں کیا جو زمین؟“ اس نے جو زمین کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔ وہ جانتی تھی جب آسکر ایسے بات کرے تو اس کا مطلب ہوتا ہے میں سب جان لیا ہوں۔

کچھ دیر کے سکوت کے بعد جو زمین نے کدو سے اچا کیا۔ ”تمہیں ملازمین کی باتوں میں عین میں کرنا چاہیے۔“

”جی کو سامنے کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگ سکیں گے۔ مرنے سے پہلے ان کو میری بات کرائی گئی۔“

جو زمین نے آسکر کے چہرے کی تنبیہ کی تو کچھ اور بچا کر ایک ماسٹر لے۔ ”ان زیادہ مجھے بہت پسند ہے۔ وہ میری دوست تھی۔ تم بھی اسے پسند کرے ہو۔“

”تمہا اور وقت اس کے ساتھ کرنا دے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ تمہارے لیے کس قدر مناسب ہے۔“

آسکر نے انھوں سے جو زمین کو دیکھا۔ ”تمہیں ماریہ پسند تھی۔“

ماریہ اسے پسند نہیں کرتی آسکر وہ ایک اچھی لڑکی ہے۔“

اب ہر دن خوبصورت

مکمل تحفظ
مکمل تازگی



GIRL TALK

facebook.com/GirlTalkByButterfly

Butterfly
BREATHABLES

”لیکن ازایلا زیاد اچھی ہے“ اس نے زہر خند کہا۔
”ہاں! مجھے بہت آگے تک کا سوچنا ہے اسکر۔“
ازایلا کا تعلق ایک اونچے خاندان سے ہے۔ تم جانتے ہو کہ شہابی خاندان سے بھی ان کے تعلقات ہیں۔“
اسکری نظروں میں ہنوز میں کے لیے اندر سے ہرستا جا رہا تھا۔ ”تم نے ماریہ کو جو زمین کی جگہ کر دیوں نہیں سوچا؟“
”ماریہ جو زمین کی جگہ لے لی نہیں سکتی تھی اسکر۔ وہ ایک کنوار لڑکی ہے۔ کیا تم جو زمین اور ماریہ میں فرق محسوس نہیں کرتے؟“
اسکر استہزائیہ ہنس دیا کیا یہ بات وہی جو زمین کے رعب سے جو رات کو سونے سے پہلے ہاتھ بندھ کر وہ کیا کرتی تھی؟
”جو زمین نے اچھے کر اسکر کو دیکھا۔“
”وہ دعا کیا کرتی تھی کہ دنیا میں سب انسان ایک جیسے کپڑے پہنیں، ایک جیسا کھانا کھائیں، ایک جیسے گھر میں رہیں، پھر مل کر سب قص کر دیں۔“
”جو زمین اسکر سے رخ پھیر کر کہتی ہو گئی۔ وہ سب بیکار کاوشیں تھیں۔“
”دیکھ بارہ منورم سے اچھے گلی کو نکد اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ان کے ملازموں کے کپڑے سنے اور بد رنگ تھے۔ سو ملازم کے پتہ نہ تھے۔“
”ملازموں کو وہ کھانا نہیں دیں تھیں جو وہ خود کھاتی تھیں۔ وہ وہ سبوں کے کچن میں رہا ہے۔ صرف اس لیے جایا کرتی تھی تاکہ دیکھ سکے کہ اس کھر کے ملازم کس محل میں ہیں۔ ایک بار وہ محل سے نکل کر گئے گلی کو نکد وہ اس کے برائے کپڑے ملازم کی بیٹی کو دے رہی تھیں۔ جو جو زمین کے ساتھ کھایا کرتی تھی۔“
”جو زمین کا کما تھا کہ اس کی دھوت کو اس کی اتارن نہیں دی جاسکتی یا اسے تیاہاں لے کر جایا جائے یا رہا نہیں دیا جاسکتا۔ یہ اس کی بے عزتی کے مترادف ہوگا۔“
”جو زمین نے کرسی کی پشت میں اپنی انگلیاں گاڑ دیں۔“

http://primenovels.blogspot.com/

اس نے پانو کیلئے کی کوشش شروع کر دی تھی۔
 زیادہ سے زیادہ وقت پانو کو بجانے کی کوشش کرنی۔
 سبزیں کھروہیں اور آفوس سے سلاوا کی تیشیں۔
 'آے گلگتے تمہاری انگلیوں کو درد مانی کی ہے'
 یہ سب کوئی سازش نہیں جانتی تھی۔ تھپ ساڑوں کی طرح
 بھون بھون سے رات۔ شروع میں تو سب ہی برا
 بجاتے تھے۔ لیکن تھپ کو ہرگز نہیں جانتی تھی۔ وہ نہ پانو
 بجانے کی کوشش ترک کر دے۔ نہ ڈرو کہ تمہاری آواز۔

قدی کٹی رہی۔ اور پھر سرشام فوارے کے گرد اسے
چند جگہ نظر آگئے۔ وہ دیر تک انہیں دور سے دیکھتی
رہی اور پھر جیسے ہی لن کے قریب گئی وہ اس سے دور
ہو گئے۔

میں کیا کیا باتیں کر رہے ہیں۔ "ایک دن روزانے معصومیت سے پوچھا۔

”آسکر! تم جو رشتے کو بچھینا کرو۔۔۔“
 آسکر نے آسکر اگر روزا کے ہاتھوں میں ہاتھ پھیرا۔
 ”تم ایک بات کو تو یہ اداں اور دیکھے گا۔“
 ”تم مجی ساری کی طرح جو رشتے نہیں بچا سکو گے“
 ”شاید ایسا ہی ہو۔۔۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ
 میں ماری سے اچھا جو رشتے بچانے لگوں۔“

Beautify
your skin,
naturally

English

teen
Soap Bar

100% Natural
Sulfate Free

انجلیش

النسيم
للمساوین دلمر



facebook.com/sno

آواز کتب کا بی بی۔

”کیا تمہاری ماں نے جس میں نہیں تھا؟ یہ بات
ناک آف واٹنڈن رہی ہے چند ہفتے پہلے کی دعوت
میں۔ میں اس کا استعمال کر چکی ہوں۔ میرے مہمان
حیران تھے کہ میں نے حیرت کا ایسا سامان کہاں سے پا
سب مجھ سے اس کے بارے میں پوچھ رہے تھے
ماریہ!“

ماریہ نے یقینی سے انہیں دیکھتی رہی۔ پھر لڑی
الزبتھ اچانک آنے والے کسی ملاقاتی سے ملنے کے
ماریہ نے جلدی سے بول کر کھول کر اس کے کئی
قطرے اپنے ہاتھ پر ڈال کر اپنے چہرے، بازو، گھٹیلوں
میں لے کر۔ خود بخود ہی حد کو چھوٹے ہوئے اس
تھوڑی سی اور پوری کی اور چند اور قطرے لے کر اپنے
کیا ایک انگریزی الزبتھ والیں نہ آجائیں تو یقیناً نہ
پوری بوقت کے ساتھ ایسا کر جاتی۔

ماریہ نے جلدی کی تھی۔ ان سے دھندھ چاہی اور ان
کے کمرے سے باہر آگئی اور کمرے کے بجائے بیڈ روم
آگئی۔ شام رات سے لے کر تیار یوں میں تھی۔
افرنی جادو آؤبانے آئی تھی۔ وہ پوچھوں اور پوچھوں کے
درمیان کھڑی ہوئی۔

ابھر چرے سے روشنی کے دھبے نمایاں کر کے
شہر کے اور دور سے اسے روشنی کے قطعے آتے
ہوئے دکھائی دیے۔ وہ ایک نہیں کی ایک تھی۔
تھک اب ہی پوچھوں اور پوچھوں کی طرف آ رہے تھے
جس کے کھڑکی تھی۔ ان کے آنے کا انداز قدرتی نہیں
تھوڑا جانتی تھی کہ کسی چیز کی طرف کھینچے چلے آ رہے
تھے۔ افرنی جادو کی طرف۔ ماریہ کے دل کی ہوجزن
تیز ہو گئی۔ اسے لگا کہ وہ خوشی سے پاگل ہی ہو جائے
کی۔ سب جتنو اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔

ہاں اب وہ والیں جاتے کی انگریزی بھی اور فڈ
بھی تھی وہ آسکر کو ایک خط فوراً لکھ دے گی کہ وہ والیں
آ رہی ہے۔ انکل وکسن کے گھر سے لگ جائے گی۔
ایک بار پھر وہ فراک اٹھائے گی اور اپنے واسن میں
سب جتنو سیٹ کی۔ کی پورے پھرے اس کے

مجھے یاد کر آتی رہتی ہے کہ مجھے جلد سے جلد اپنے اگلے
سڑکی تیار کی گئی چاہیے۔“
”ہاں تار رہی تھیں آپ کو سیاحت کا بہت شوق
ہے۔“

”بہت زیادہ۔“ افرنی کے سفر نے مجھے بہت سی
عجیب و غریب چیزیں حاصل کرنے کا موقع دیا۔ جبکہ
لوگوں کا کہنا ہے کہ میں افرنی جادو سے جوان ہوئے کی
تھی۔ اگر سمندر کے سفر نے مجھے جوان رکھا ہوا ہے
تو اس کی میرا کیا قصور۔“ یہ کہہ کر وہ کافی دیر تک ہنسی
رہی۔

”کیسی چیزیں؟“ ماریہ نے صرف بات کو طویل دینے
کے لیے پوچھا۔ اور اس کے پاس ٹھانی کیا باتیں
کرنے کے لیے۔
لڈی الزبتھ نے ملازمت سے کسی خاص صندوق کو
لے کر کھانچ کر بی در میں وہ ایک ہنسی سی
شیشی کو اس کے سامنے کھول کر رکھ دی تھیں۔ ماریہ
بھی ذہنی خوشبو سے کھول کر وہ تک کے کئی
لیکن اسے کوئی خوشبو نہیں آئی۔ لڈی الزبتھ ہنسنے
لگیں۔

”یہ خوشبو نہیں ہے ماریہ۔ ایہ مجھے حاصل ہونے
والی خاص چیزوں میں سب سے زیادہ خاص سب سے تو
چھوٹو ہیں۔“
چھوٹی سی بوتل ماریہ کے ہاتھ سے گرے گئی۔ پانی
اور وہ پوری کی پوری کٹ پٹی اسے انگریزی الزبتھ
اس پر نظر کر رہی ہیں۔ وہ بے یقینی سے اس کے دیکھنے
لگی۔

”میں بھی ایسے ہی حیران رہ گئی تھی جب مجھے اس
کے بارے میں معلوم ہوا تھا۔ تم ان جینگی لوگوں کو
نہیں جانتیں۔ میں تو انہیں جادو کر رہی ہوں کی۔ مجھے
اس کے لیے کافی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی لیکن یہ
مجھے مل ہی گئی۔ دیکھو اس کا ایک قطرہ عام پانی میں
مثال کر کے اسے پانی پوچھوں پوچھوں پر چمک دینے
سے بھری در میں جتناں پر آکر بیٹھتے تھے ہیں۔“
”کیا آپ نے اس کا استعمال کیا ہے؟“ ماریہ کی

ہاتھ میں ہوگا۔ جتنا اس سے اپنی ناراضی ختم کرچکے تھے۔ انہوں نے اسے معاف کر دیا ہے۔

اتنے لمے عرصے بعد ماریہ سکرانے کی بھی اس لئے دل کو خوشی سے تپتے دیکھا اور کچھ دیر بعد خود بھی ہانپنے لگی۔ اور اوجھ سے جگنو آنے لگے اور پوچھ پچھاؤں کے جھنڈ کی طرف تیزی سے بڑھنے لگے۔ ماریہ پوچھوں سے نکل کر سامنے کھڑی ہو گئی۔ ایک جگنو جھٹکا ہوا اس کے قریب آیا اور اس کے سر کے گرد منڈلانے لگا۔ خوشی سے ماریہ نے سر کو اٹھا کر دیکھا۔

اور جیسے کہ وہ مار پی کی خوشیاں گایا وہ مخالف سے
میں اڑا اور تیزی سے ان چٹکوں کے درمیان پکڑ
لیا گئے (گا جو اس کے بازو کے میں تھے۔ انھوں کی بات
تھی انھوں میں علی بن ابی طالب کی تھی اس نے اعلان
کر دیا کہ یہاں وہی ہے جس نے ایک محبت کے لیے
ہماری موت جلا دی۔ جس نے کبھی جنگل سے خوف
نہیں کیا تھا وہ آسمان کے گھر سے خوف زدہ ہو گئی۔
آسمان کی دولت رتبے کا یہ دور ہے پناہ چاہتی
تھی۔ یہاں وہی ہے کہ ہماری دولت تھی اس نے
ہماری دولت کی تجارت کی

افرنی جلاوے اڑتھا وہ جنھوں کو اس تک لے آیا
 تھا۔ آگ کا جلاوے سے بھی زیادہ زور آور رہا وہ
 مارے جنھوں سے دور لے گیا۔ انسان اپنی نسل
 سے واقف نہ تھا۔ جنھوں سے واقف اور نہ تھا۔ وہ
 اپنی نسل کے دوست کو بھی یاد رکھتا ہے اور دشمن کو
 بھی۔

ماریے کے گھون اٹھا کر رو دینے والے انداز سے
 اور دیکھا۔ اس کا دل پھٹ جانے کے قریب ہو گیا۔
 پورے کچھ دنوں کو اسے منہ سے "سہیلی" سے بھانا چاہا
 لیکن کوئی ایک ہی دن اس کی کوہلیں نہ لاسکا۔ ماریہ
 نے ایک کچھ کچھ کڑوئیوں کو کہا کہ بڑھاکر چڑھا کر چلا گیا۔
 اس نے اتنی تیزی سے سارا ہونے کے درمیان غور کیا۔
 حقیقت واضح ہو گئی۔ اب پورے بچے کا تو بھی چھو
 نہیں آئے۔

”متم جانتی ہو ماریہ، جگنو تمہارے پاس کیوں آتے

”وہ بورشے یا اس کی دھن پر نہیں آتے“
 ہمارے دل کی آواز: ہماری محبت میں آتے
 ہیں۔ جو اتنی دور آورے کہ وہ ہماری طرف
 چلے آتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ ہمارے علاوہ کوئی
 دور درشتے بجائے ٹیگٹاؤں کے پاس بھی آئیں۔
 چاہتی ہو کہ بخود پیش ہمارے پاس آئے
 ہمارے پاس آئے۔ ہماری محبت کے لیے آئے۔

میں نے اس وقت میں بھی اسے نہیں اٹھایا۔
 "میں نے اس وقت میں بھی اسے نہیں اٹھایا۔"

”جگنوؤں کے جل جانے کے بعد پورے جیسے شہر کے لیے خاموشی میں غموں کا تھا۔“

تھا کیونکہ وہ ماریہ کے بغیر میس رہنا چاہتا تھا۔ اور ماریہ اپنے جنموں کے بغیر نہیں رہے گی۔

سب حملے سے مارا ہونے لگا ہے۔ یہاں پر
 بوڑھے سے چھوٹے ہر آدمی کی طرف سے "ذرا
 بہت سے" ہتھیاروں سے بھرا ہوا کیمپ میں جانے دو
 گئے۔ گلیاں تپ رہیں اور نرس سارا جیانا مانے۔
 پورے کیمپ کے لیے ایسا فقرہ ہو گیا کہ ہر آدمی کی صحت
 کو خراب کرنے والے جو کچھ ہونے لگا، وہاں تھا تو وہاں کو
 فیس میں جتنا کر دیتا تھا وہ اپنے کٹاؤں میں اٹھتا
 تھا۔
 کچھ کچھ کھانے سے کچھ کھانے سے
 کچھ کچھ کھانے سے کچھ کھانے سے

”ہاں! تو جوانی نام سے۔۔۔ میں اوسر آؤں۔ اس
کھڑکی کی چاب چھوڑ دو۔ نہ رات چھین چھوڑ کر بھاگ
رہی ہے نا جہاز چھوڑ کر بھاگے گی۔“
خوشی سے آسکر جیسے دیوانہ ہونے لگا اور وہ اچھل کر
ہیزوں کے درمیان جا کر نہ اڑا دیا۔
”ہاں! میں ٹھیک ہے۔ اب بھاگو۔ کیا سناڑے

”پورے۔“ ہر کھل کر مسکرایا۔
 ”پورے۔“ تجاؤ! آج کی رات میں
 سکرنا چاہتا ہوں۔ دھی کو فرانس کو شروع
 میں کھانا۔“
 یہ تھوڑے سہو کی اس تیز رفتاری سے
 ہمارے جہاز سرے کر رہے تھے۔ اپنی گھٹی سنری
 چھوٹوں کے نیچے پورے کو مڑے لگا کر وہ
 لگا کر گئے تھے۔ اتنے لمبے عرصے سے پہلے کی
 خوش کرنا تھا۔

بوڑھے پننے لگے۔ ”بہرمانی طاقت نہیں، دل کی طاقت، ذرا اور زور لگاؤ۔“

ہاں وہ سب کے سب جہنم زدہ تھے۔ دنیا ہجوم
کے گھر، غریب اور ہزاروں کنجش۔ وہ مسند روں کے ہم
مقرع تھے، وہ جانتے تھے سارے جتنا ہے۔ منہ سے
میں دل ہے۔ جسم سے نہیں روح ہے۔ سچے
میں زہر سچے۔
رات گزرتی تھی بکواسے جتنا ہے۔

اور جب حج بند کر دیا جواز سے اپنا پرہیز بھلیا تو
تقریباً پچاس ہاتھ تھیلے بھانے کے لیے آئے۔ پورے
نے سرائے میں آہستہ آہستہ جمع کر لیا تھا۔ پوروں
کے ساتھ جو مال آکر بیٹھ گئے تھے، پھر جاز کا عملہ
روٹے کے ساتھ ساتھ میز پر بچے تھے، چائے، کھلی پی
ٹی، ناش اور شکر، چائے کی طرف سر ہل کر اسے
دینی لگی تھی۔

”ترج کی رات پورشے کے نام“ ایک جہلم
 رشے کے نام کیا گیا۔
 آسکر ایسا سلطان اٹھا کر بھاگتا ہوا جہلم میں سوار ہوا۔
 اسے اپنے زمین میں بیشہ کروڑ روپیا کو ایک خط لکھتا
 ایک خط جس کی ابتدا کی طرح کہ ایسے ٹھس جانے
 کی تھی۔

”خدا کی مہربانی کا اشارہ لوگوں کی سطر اٹھ سے ملتا
 ہے خاص کر اگر وہ بوڑھے یا بچے ہوں۔ آج ساری
 شام میں ان اشاروں کے لیے پورے بجاتا رہا
 لیکن مجھے ان کے اشاروں کا آثار نہ رہا۔“

جانتے اور دیکھتے تھے۔ آسکر ہم سے اسے کہی لوگ
مقابلہ کرتے تھے۔ جب اسے پورے کہہ کر لیا جاتا
تو وہ مسکراتا ہوا خوش ہوا تھا۔ سرشارم بھی جی وہ
بازار میں کھڑا ہو کر بھی پورے جھانک رہا تھا۔
”تم کو ہو پورے؟“ مینی سفید داڑھی والا ایک
بوڑھا اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔
”آسکر مسکرایا۔ بھر ملایا جانی“
”میں سمجھا تھا پورے صرف ایک انسان ہے لیکن
یہ تو سارا انسانوں کا دل ہے۔ تمہاری دھن اچھی ہے
لیکن یہ اتنا پیار کیوں ہے تم سے؟“
”جب ماریہ پورے جاتی ہوگی تو وہ اتنا پیار نہیں
دے پورے آسکر کے ہاتھ میں کباب کر دے گی۔ آج
تک کسی نے اسے سب نہیں کھا تھا۔“
”یہ ماریہ کا سار ہے وہ ہے جا کر کھائو آئیے کیا
کرتی تھی۔ میں اسی دھن کو چاہنے کی کوشش کر رہا
ہوں۔“

”جب ماریہ پورے جاتی ہوگی تو وہ اتنا پیار نہیں
دے پورے آسکر کے ہاتھ میں کباب کر دے گی۔ آج
تک کسی نے اسے سب نہیں کھا تھا۔“
”یہ ماریہ کا سار ہے وہ ہے جا کر کھائو آئیے کیا
کرتی تھی۔ میں اسی دھن کو چاہنے کی کوشش کر رہا
ہوں۔“
”دھن میں جانتے شاید تم خود معلوم کر سکو۔“
”کہہ کر وہ مسکرایا ہوا۔ ایک
”اسی رات پورے میں سب آسکر پورے کو بات
میں لے کر بٹھا رہا اور سوچتا رہا۔ سوچتا رہا۔ پورے
اس سے آگے رات جا۔“

”اس رات کا قہر ہے جس رات کے بعد آسکر
پیشاھر سے غائب ہو گیا۔
”دن میں اسے پلکا کا خطا تھا۔“ ”لوٹ آؤ آسکر۔
تمہاری یاد مجھے جاتے تھے۔ میں تمہاری محبت کا
پورے جبارا ہوں یہ ماریہ کوئی دھن تم تک نہیں
پہنچتی۔“
”ان انھوں نے آسکر پر محبت کے احساس کو حدت

کلی اور رات کے پہلے پر وہ اس کی طرف جاتے تھے
جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس کے ایک سرے
کی بائیں سے رات پورے کی آواز ایسے نکلتی ہے
جیسے رات دن کے پہلو سے نکلتی ہے۔
”وہ دیکھ کر مسکاتا تھا۔ میرا کتنا ہی روشنی پر قابض تھا پھر
بھی وہ دیکھ کر مسکاتا تھا۔ کچھ دور دورے کی آواز میں کون
کھڑا ہو کر پورے میں رہا ہے۔ کوئی اپنے جسم کے کسی
ایک حصے کے بغیر بے رہ رہا ہے۔ وہ اگر وہ سب سے بچر
وہ کفایت ذات میں ہی رہ سکتا ہے۔
”دھن کی آواز سے وہ دھن پر قابض جاتی تھی اور پھر
پورے کی دھن سے تباہی کی آہوں کو اپنے اندر سمیٹ
لیا۔ وہ پورے کے لیے دوری کی وہ جانتا تھا لیکن
اسے یہ ممکن بھی ہوا کہ کچھ آنسو اس کے لیے بھی
بہائے جارہے ہوں گے۔
”ماریہ کے ہاتھ میں ایک ساڑا رہا تھا اس ساڑا کا ایک
کمال تھا وہ مکمل ختم ہو کر تو وہ ساڑا باندھ ساتھ۔
آسکر دیکھ رہا تھا کہ وہ بھی دوری سے ختم ہو
پاش رہے وہ دلی لڑکی اب دوری سے ختم کی تھی وہ
اپنے گھون میں گھون کے جنگل میں جنگل کے
دھنوں اور ان کی محفل میں رہا۔ وہ اپنی فراک کے
کونے اضافہ کران پر دو تھیں۔ وہ محل کاروں کا
کرتی تھی اور اسبہ؟ دوتے دوتے وہ ایک جاری
تھی۔
”نئے جنگل سے ڈر نہیں لگتا تھا؟“ آسکر کو کہتے
کے ڈر سے ڈرتی۔ ”اندھیرے میں ماریہ کو دور جاتے
دیکھ رہا تھا۔ اس رات پورے ایک حصے کے لیے بھی
نہیں رکھتا۔ وہ مکان مالک کو اس گھن پر اعتراض کرنا پڑا۔
”تمہاری دھن میں میری صحت کے اندھیروں میں
روشنی کے نئے چمکوں کی طرح کوئی روشنی ہے۔ یہ ایک
دقت وہ بتا دیتی تھی اور اس میں کون بھی ملا۔“

”جب تک ہے ساز تمہارے ساتھ ہے“ میں
تمہارے ساتھ ہوں ماریہ مجھے نہیں ہے تم سے
جدا ہوئی۔ تم اس کا حق ادا کرو۔“
ایک جہاز ریل کو ضرورت تھی سازوں سے اتنی
محنت کرنے کی؟ کیا ہر شخص اذیت چاہتا ہے؟ کیا
نہ کسی بہانے سے خود کو زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ اپنے
بھی کیا ہے؟ بھی ضروری تھا کہ ماریہ اس ساڑا کو اپنے دل
کے اتنے قریب کر لیتی کہ اس کے بغیر ایسے نہ رہتے
تھیں۔
”شیریں گھومتے بہت سے لوگوں سے اس کی جان
پچان ہو چکی تھی۔ سب اسے پورے کے نام سے

”جس خالق پر محبت اپنا چراغ روشن کر چکی ہو اس
خالق پر نفرت کا چراغ زیادہ روشن نہیں رہ
سکتا۔ وہاں آئیں گے کیونکہ اگر وہ وہاں نہیں
آئے تو محبت اپنا عقیدہ بدل دیں گی۔ پورے کو
ہوجانے کا دور بگڑے ہوئے۔“
* * *
آسکر کا قہر کی سے پلکا۔ دوڑا اور جو زمین کو خطرات
لگتا تھا۔ مسکرایا۔ ایک اس کی مستقبل مارتی پر
جی رہا تھا۔ اس کا اظہار وہ خطرات میں بھی کرتے رہتے
تھے۔ جس پر آسکر فریاد دیتا۔ خود بھی نہیں جانتا تھا
وہ اس قدر مستقل مزاج ہو سکتا ہے۔ پورے نے
اسے روایت کیا۔ جس ساڑے کے پتے تھے لوگ اپنے
کانوں میں اٹھائیں۔ ٹھوس لیتے تھے اسبہ وہ اٹھائیں
اٹھا کر اس کی طرف اشارہ کرتے تھے کہ وہ دیکھو یہ وہ
دو تھیں۔ پورے نے اپنے جانا ہے۔ جیسے وہ زمین اس پر فدا
ہوں اور یہ ان دھنوں پر۔ ساڑا اس کا حسن ہے اور
دھن اس کا دل۔
رات گلا جا رہی تھی۔ دھن میں سوئیاں ہوسٹ
کے اس کی طرف بڑھتی جاتی تھیں۔ رات اسے
جنگل میں روٹی اور رقص کی یاد دلاتی تھی۔ ہر رات اسے
پر غلاب بھی ہر رات اس کا آسمان کی بڑھتی تھی
بجرا اور وہ زمین اور جہاں بھر کے ساڑا نام
تھیں۔
”جب تک ہے ساز تمہارے ساتھ ہے“ میں
تمہارے ساتھ ہوں ماریہ مجھے نہیں ہے تم سے
جدا ہوئی۔ تم اس کا حق ادا کرو۔“
ایک جہاز ریل کو ضرورت تھی سازوں سے اتنی
محنت کرنے کی؟ کیا ہر شخص اذیت چاہتا ہے؟ کیا
نہ کسی بہانے سے خود کو زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ اپنے
بھی کیا ہے؟ بھی ضروری تھا کہ ماریہ اس ساڑا کو اپنے دل
کے اتنے قریب کر لیتی کہ اس کے بغیر ایسے نہ رہتے
تھیں۔
”شیریں گھومتے بہت سے لوگوں سے اس کی جان
پچان ہو چکی تھی۔ سب اسے پورے کے نام سے

”روشنی کے کتے ذرا لپٹیں ہیں دھن میں۔ پھر بھی کتنا
اندھیرا ہے۔“ ”دھن میں منہ میں پیرا رہی تھی۔
”روشنی کے کتے ذرا لپٹیں ہیں کس کی ایک پر نظر
رکھنا مشکل ہے۔“ ”آج میں بند کیے پورے جاتے
آسکر نے سوچا۔ وہ جب اپنی شادی کو دھن میں
لائے۔ روشنی کے قاتلوں کو اپنی طرف آنے دیکھا تھا۔ وہ
اس پر کھڑا اور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ پورے کا نام
ہو سکتا ہے۔ بھلا جانتے تھے محبت بھی کبھی کا نام ہو سکتی
ہے۔ ایسی محبت جو دھن کی گھڑی سے شادی بن کر
دھن میں ڈھلے پورے سے نکل کر وہ شادی کے
قافلے آئے۔ کہہ کر ایسی محبت کا نام ہو سکتی ہے تو
پھر دھن میں کس کی جیتی تھی۔ میں کوئی دھن
نہیں۔ میں کوئی پورے نہیں۔ اور کوئی آسکر ماریہ
نہیں۔
* * *
اس رات ماریہ نے اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو
ایک ایسی لڑکی کی کہانی سنائی جو روشنی کے سبک رقص
کرتی تھی۔
”پھر ایک رات ماریہ دھن میں جاتے تھے۔ دھن میں
کو لائے والے قافلے جل گئے اور بھی کوئی پھر بھی
دھن میں کر سکتی۔“
اس نے کہانی میں ختم کی۔ اس کے بہن بھائیوں کو
گرفتہ نظر آئے تھے۔ ان میں ماریہ پر غصہ آ رہا تھا
کہ اس نے رات کے وقت ان میں لپٹ کر دل کو دکھا
دیتے۔ وہ اپنی کہانی سنائی تھی اور پھر ان کے اصرار پر بھی
کہانی کا اختتام ہونے کے لیے تیار نہیں تھی۔
”جتنی لوگ سے ناراض ہو گئے اور وہ اس سے دور
جانے لگے۔“ آسکر نے مالک مکان کے بچوں کو کہانی
سناتے ہوئے کہا۔
”کیا اب وہ بھی وہاں نہیں آئیں گے۔“ مالک
مکان کی بیٹی نے تقریباً دو دینے والے انداز سے
پوچھا۔

ہا کر اس طرح ظاری کیا کہ وہ گھبرا کر ہو گیا۔ اس کا دل اس احساس سے بھلے لگا کہ جسے محبت خارج از ہمار ہوئی جادری ہے اور غرض ہے کہ اس کی جڑوں میں بھتیجی جادری ہے اس کا ہا جس کے لیے پورے بجا رہا ہے اور وہ مارے کے لیے کیا محبت کو پالنا اتنا ہی مشکل ہے؟ کیا محبت وہ جتنوں جو ایک بار ناراض ہو جائیں تو پھر کر نہیں آتے؟ کیا کائنات کی ہر چیز کو محبت کے تابع نہیں کیا گیا؟ کیا ہر وحی کی بنیاد محبت نہیں؟ اگر ہاں تو پھر وہ جتنا نہیں نہیں؟ روشنی کے قافلے آ کر کیوں نہیں دیتے؟

آسکر کے اندر لوہے کی دیوار کا رینگنا اور پورے کو اپنے سینے سے لگا کر اپنے سینے کا اس کا سینہ مل رہا تھا۔ یہ آگ ہے۔ آگ کیوں کے جنگل کے شروں ہوئی تھی۔ محبت کی جنگ کی تھی اور پھر یہ بدلنے کے لڑائی میں ہوئی تھی۔ کیا یہ آگ پورے محسوس نہیں کر رہا تھا۔ مارے اس کے قریب سے گزر جاتی تھی لیکن اسے دیکھنا نہیں پاتی تھی۔ اس کے جنگل میں وہ نشیوں کے سبک رقص کر رہی تھی اسے محبت کی اس لڑی کے لیے وہ ستر دروں میں رہ کر آیا تھا۔ زمین پر ریت کا رینگنا۔ پھر جی چٹ کر کے سو نہیں ہوئی تھی۔ محبت تھی کہ نہیں ہوئی تھی۔ اور پورے تھا کہ خلاؤں تھا۔ کوٹا تھا۔ یہ تو ہے رچی کی انتہا ہے۔

”اچھا! کچھ تو نہ۔ انتہا کر کے۔“

ہزار میں اس نے ایک بچے کو کیٹھنے کی بوتل میں بٹنوں کو لے جاتے دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ اتنی قابلیت تو تھی کہ وہ بٹنوں کو جھانڑوں سے نکال کر اپنے ساتھ رکھ سکے اور اپنی خوشی کا انتہا کر سکے۔ محبت انتہا ہی پہنچتی ہے۔ انتہا تو مانتے والوں کا شیوہ ہے۔ انتہا تو نہیں درکار ہے۔ جنہیں کسی چیز کی ضرورت ہو۔ محبت میں ضرورت مل رہی ہے۔

”جب پورے کے ساتھ محبت بھی لاسکو تو پھر آتا۔“

آگ اپنے انتہا کی پہلی میڑھی پر کھڑی ہو گئی۔

جب آسکر نے پورے کو اپنے منہ سے لگا کر دیکھا تو حجاب شاعر آ کر لایک بار گھوم کر آیا اور غلطی سے تھوڑا ہلا ہوئے۔ زور سے پھیل جاتے۔ چٹاؤں سے گھرا تے گلاؤں میں جلتے۔ وہن تک آئے۔

”مر پورے! اس دن مل گیا تھا جس دن میں نے ان کی فرمائش کی تھی۔ تمہاری محبت کا میں نے ان کی محبت سے سودا کیا تھا۔ میرے پاس وہ نہیں رہے تو مجھے نہیں بوسہ۔“

آگ کی لمبیں بندری کو چھو لینے کے لیے بے قرار تھیں کہ مصور کو ایک شاہکار دے دیا گیا۔ بے رنگ دنیا میں اس نے رنگ بھرے۔ کائنات کا انتہا کیا۔ لایا اس نے بے رنگ سے کی۔ پہلا اسٹوک اس نے اپنی بات سے لگا کر لایا۔

”وہ بھی دیکھو۔ دیکھو۔ نہیں آتے تھے۔ وہ میرے دل کی پائیز کی میڑھی پر آتے تھے۔ میری یہ پائیز جانی رہی۔ محبت، محبت۔ آئی۔ اگر لوہا کو تو لوہا نہ۔ لاسکو تو لاؤ۔“

شاعر نے اپنے حلق کو کرب سے تپایا اور آسکر نے پورے سے پہلی چھوٹ لادی اور پورے بچنے لگا۔ آسکر کو پورے نے سخت نہیں سمجھا۔ وہ اپنی پتلی کی جی حضور میں غصے تھا۔

”اس موت کے بار کو اب تم رکھو۔ زندگی کے غلے سے کوئی بچاؤ۔“ بے رحمی تمہاری ہی میراث تھی۔

آکر پورے موت کا یا مہر ہی تھا تو وہ اسے وصول کرنے جا رہا تھا۔ اگر خراج موت ہی تھی تو وہ قبولی دیتے جا رہا تھا۔

اس دھن سے بعد کر دی اور ہر طرف آگ بھڑکا دی۔ اسے آگ آگ چاہیے تھی۔ وہ جتنا بارشیں اس کے کاٹوں میں کچھوئے تھی اس کے دل تک جھٹکتے تھی۔ وہ گرم آگ کا یہ نہیں تھا۔ لایا چار اطراف بھڑکتے لگا اور پھر کواں لایا۔ یہ آگ تھی۔ جیسے اس رات اس نے جیوں بھڑکتی کو اپنی پیٹ میں لے لیا تھا۔

”اگر تو ان ہی درکار تھا تو لویران برابر ہوا۔“

جتنوں کی رو فٹیاں آگ ہوئیں تو یوں آسکر بھی آگ ہوا۔

پورے اپنے بچتا رہا۔ آخری وقت تک۔ اس وقت تک کسی وقت۔

اس وقت تک جس وقت وہ اپنے اندر کی ساری آگ پورے میں انضیل رہا تھا۔ اس وقت مالک مکان اور چند دوسرے لوگ خود کو موٹے کپڑوں میں لپیٹے۔ اس کے کمرے کا دروازہ تو ڈر اس پر کھل ڈال کر ٹھٹھٹ کر رہا ہے۔ کچھ دھڑکتے ہوئے۔ کچھ پورے مالک مکان کا گھر اور ساتھ کے تین اور گھر آگ کے جل رہے تھے۔ کسی ایک گھر کے ملازمین کی غفلت سے آگ بکھڑ ہوئی تھی۔ پورے نے اپنے گھروں تک پھیل گئی۔ جیوں گھروں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ کچھ جل رہے تھے۔ وہاں لکٹی بھی جس میں بیٹھا ہوا پورے جا رہا تھا۔ اس کے کمرے کی ساری دیواریں جل چکی تھیں اور اس کے ہاتھ میں موجود پورے آگ کی مدد سے آگ بھڑکتے ہوئے کھڑے ہوئے۔ پورے نے اپنے ہاتھ کو جیت زہا تھے کہ اسے نام کی پکار پر متوجہ کیوں نہیں۔ وہ انجیب دھاسے وہاں سے نکل جانے کے لیے اپنے حلق بھاڑ رہے تھے۔ آگ کی ایسی پتلیوں کے لیے خود کو مانتے جا رہا تھا۔ کیا وہ پانہ ہو گیا ہے؟ کیا اسے نظر نہیں آیا تھا کہ اس کے لباس نے آگ پکڑ لی تھی۔ کیا اسے اپنے سینے سے گلاؤں پکڑ لی تو اس کی تکلیف احساس نہیں تھا۔ وہ اسے ہلا کر کھینچا رہا تھا۔

اسے زین پر چٹایا اور سوچی میں میں لوٹ پوٹ کیا گیا۔ جس وقت اسے ہوئی کیا وہ میدان میں درخت کے نیچے اپنے خاتواں لوگ ابھی تک آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس کے ہاتھیں کھوکھلیں تو درخت کی شاخوں کو اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے پلپلا جیوں چند جتنوئیں پھر پھر آ رہے تھے۔ ایک جتنوں اس کے گرد و حوم رہا تھا۔ اسے بے گھر نے اس وقت لگا دیا۔

پہلے سے وہاں موجود تھا وہ پورے سن کر آئے تھے۔

ابھی جیسے آگ ہو گیا۔ وہ ابھی نے سب پورے کے ہاں پکڑنے لگے تھے۔ مارے کو گھٹے دن آگ کے بارے میں معلوم ہوا اور وہ نشتے کی تیز کوشش کرتا۔ ابھی وہاں پہلے پہلے سڑکوں، گلیوں کو بھانڈے ہوئے اس لیے کہ ایک بار کبھی اپنی فرما کے کھار ہلا کر کر رہی۔ اس کی چیز کی دلو نہیں کی کہ اس نے کتنے ہی انسانوں کو پرے دھکیلا اور پھیل کر بے جا رہا۔ وہ پورے کی جیوں کی زد میں آئے سے خود کو بھٹکا۔

سارا گھر ہی جل کر کھنڈر ہو چکا تھا۔ وہ آسکر کے کمرے میں ہی قوت سے دھکیلا ایک میز پر کسی نظر نہیں آئی۔ جل کر رکھ دیا۔ وہاں سے اس کی کچھ جلی ہوئی چیزیں اور پیلے ہوئے کپڑوں کے ٹکڑے دکھائی دیے اور وہ ان کے پاس چلے کر اس میں اپنی آنکھوں سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر دھڑکی۔

”آسکر۔“ وہ میرا پورے۔ اسے اپنے جتنوں کی طرح میں نے نہیں کیا جانا تھا۔

تقریباً وہ وہاں فرس پر پھیلی جھیلیاں پھی رہی۔ اس کی آنکھوں نے کمرے کی ساری سیاقی شکل کی یاد آؤں۔ اسے آگ کے پھیلنے کا وقت یاد۔ گردن بھما رہا۔ اس کے کمرے کی جلی ہوئی دیواریں کو کھانڈا اور اسے جیسے اس پر صدرے کی انتہا کر کے وہاں پہلی دیواریں کو درمیان بیٹھا پورے جا رہا تھا۔ اس کا لہجہ جلی کر رہی تھی۔ جس پر بیٹھا تھا اس کی پشت ساری کی ساری جلی چلی تھی تو کیا آسکر کی پشت میں اس خیال سے مارے بھرتے اتنی بدم ہوئی کہ کونے کا لہجہ ہو گئی۔

”تو کیا محبت کی لوائی آسکر نے خود کو جلا کر کی۔“

پورے اس کے دل میں بیٹے کا اور اس کی محبت کے جھونکا ایک کر کے جل کر رکھ ہونے لگے۔ اب اس رکھ کے ڈیر کی مالک تھی۔ وہ اس کا دل بٹھانے لگا۔

”ماریہ۔۔۔ بورشے کے ساتھ محبت ہی تو آتی ہے“

لوہ آکر۔۔۔ میرے آکر۔۔۔ بورشے کے ساتھ محبت ہی آتی تھی۔۔۔ کئی بورشے کے ساتھ میرے دل کی پہلی ہی آجاتی۔۔۔ کاش میں چاہتی کہ جتنوں کے چاہنے سے میری ہمارگی ہے لیکن تمہارے جانے سے میری زندگی ہی چھو جائے گی۔۔۔

میزمیں ماریہ کے لیے کمرے سے باہر آنے پر توجہ دینے سے اس کے پیچھے ہوتی کئی گھنٹوں پہلے وہ کمرے کی دہلیز میں غصے سے دھکی دھکی کھڑی تھی۔۔۔ ماریہ کو جو بیٹے ہوئے فرش سے سیاہی سمیٹ کر اپنے اندر ادراری بھی ہماری کھلی آنکھوں پر واضح ہو گئی۔

”ماریہ۔۔۔“ میزمیں سے لڑتی ہوئی آواز میں قہر آ کر اٹھ اٹھ اور پھر ماریہ کے ساتھ فرش پر ڈھیر ہو گئیں۔۔۔ اپنی جتنی پوشاک بھی کمرے کے بغیر اپنی جی کو غصے میں لیے سر دھابا ہوتے دیکھ کر ماریہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ غصے سے اس کی آنکھیں پھٹی گئیں۔۔۔

”تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا ماریہ۔۔۔“

”جو لوگ اپنے پیچھے کسے اور اوتھار روکتے ہیں انہوں نے میری طرح کچھ دیکھ لی کیا جانتے ہیں۔۔۔ دیکھو ہل ماریہ جیسے جاتی ہیں۔۔۔ میں نے اپنے آکر کھینچے۔۔۔ ماریہ کے کمرے پر دو اور اس

اور وہ درختے بجایا ہل ماریہ کے کمرے پر دو اور اس میں بجایا تھا۔۔۔ مجھے دو گھنٹوں پہلے اور جتنو سے تھے۔

اسے کرب ماریہ اور آگ کیوں لی۔۔۔ محبت کی بازی میں جیل کر وہ جیت گیا۔۔۔ بورشے بھی اس کا ہوا اور اس کی ساری دھنیں بھی وہ ہیرو بنا ہو کر گئے۔۔۔ محبت کی ساری ادائیگیاں اس کے ہاتھ ہو گئیں۔۔۔ اور میں پھر سے غلط تھا۔۔۔ اس نے اپنی مثال کا ہاتھ چڑھایا اور اس پر سر رکھ کر روئے گی۔

”وہ ٹھیک ہے ماریہ۔۔۔ بس وہ یہاں سے چلا گیا ہے۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

ماریہ کی بد صورتی کے چہرے گھر سے نکل کر شہر بھر میں ہونے لگے۔۔۔ ہونے تو اور بھی بدست چھہ ہونے لگا تھا۔۔۔

”نا ہے۔۔۔ اب اس کے سارے لگائی تھی؟“

”نہیں ہاں۔۔۔ اب کئی بورشے میں بیٹے گا۔۔۔“

”کئی بورشے میں لنگے۔۔۔ اب میں سے کوئی دھنشی اور کس کے لیے دو گھنٹے جنگوں میں دو گھنٹہ مارا۔۔۔“

”ماریہ۔۔۔“ میزمیں سے لڑتی ہوئی آواز میں قہر آ کر اٹھ اٹھ اور پھر ماریہ کے ساتھ فرش پر ڈھیر ہو گئیں۔۔۔ اپنی جتنی پوشاک بھی کمرے کے بغیر اپنی جی کو غصے میں لیے سر دھابا ہوتے دیکھ کر ماریہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ غصے سے اس کی آنکھیں پھٹی گئیں۔۔۔

”تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا ماریہ۔۔۔“

”جو لوگ اپنے پیچھے کسے اور اوتھار روکتے ہیں انہوں نے میری طرح کچھ دیکھ لی کیا جانتے ہیں۔۔۔ دیکھو ہل ماریہ جیسے جاتی ہیں۔۔۔ میں نے اپنے آکر کھینچے۔۔۔ ماریہ کے کمرے پر دو اور اس

اور وہ درختے بجایا ہل ماریہ کے کمرے پر دو اور اس میں بجایا تھا۔۔۔ مجھے دو گھنٹوں پہلے اور جتنو سے تھے۔

اسے کرب ماریہ اور آگ کیوں لی۔۔۔ محبت کی بازی میں جیل کر وہ جیت گیا۔۔۔ بورشے بھی اس کا ہوا اور اس کی ساری دھنیں بھی وہ ہیرو بنا ہو کر گئے۔۔۔ محبت کی ساری ادائیگیاں اس کے ہاتھ ہو گئیں۔۔۔ اور میں پھر سے غلط تھا۔۔۔ اس نے اپنی مثال کا ہاتھ چڑھایا اور اس پر سر رکھ کر روئے گی۔

”وہ ٹھیک ہے ماریہ۔۔۔ بس وہ یہاں سے چلا گیا ہے۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

http://primenovels.blogspot.com/

یہ سب طے تھا پھر بھی وہ رات دن پھونٹ کر روتی رہتی۔۔۔ میزمیں نے اسے روکنے کا اور پھر بھی اس سے نہیں کہا کہ وہ خود کو بدلنے کی کوشش کرے۔۔۔

”ماریہ۔۔۔“ میزمیں سے لڑتی ہوئی آواز میں قہر آ کر اٹھ اٹھ اور پھر ماریہ کے ساتھ فرش پر ڈھیر ہو گئیں۔۔۔ اپنی جتنی پوشاک بھی کمرے کے بغیر اپنی جی کو غصے میں لیے سر دھابا ہوتے دیکھ کر ماریہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ غصے سے اس کی آنکھیں پھٹی گئیں۔۔۔

”تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا ماریہ۔۔۔“

”جو لوگ اپنے پیچھے کسے اور اوتھار روکتے ہیں انہوں نے میری طرح کچھ دیکھ لی کیا جانتے ہیں۔۔۔ دیکھو ہل ماریہ جیسے جاتی ہیں۔۔۔ میں نے اپنے آکر کھینچے۔۔۔ ماریہ کے کمرے پر دو اور اس

اور وہ درختے بجایا ہل ماریہ کے کمرے پر دو اور اس میں بجایا تھا۔۔۔ مجھے دو گھنٹوں پہلے اور جتنو سے تھے۔

اسے کرب ماریہ اور آگ کیوں لی۔۔۔ محبت کی بازی میں جیل کر وہ جیت گیا۔۔۔ بورشے بھی اس کا ہوا اور اس کی ساری دھنیں بھی وہ ہیرو بنا ہو کر گئے۔۔۔ محبت کی ساری ادائیگیاں اس کے ہاتھ ہو گئیں۔۔۔ اور میں پھر سے غلط تھا۔۔۔ اس نے اپنی مثال کا ہاتھ چڑھایا اور اس پر سر رکھ کر روئے گی۔

”وہ ٹھیک ہے ماریہ۔۔۔ بس وہ یہاں سے چلا گیا ہے۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

”وہ سن جین ایسا کیا تھا۔۔۔ بورشے۔۔۔“

http://primenovels.blogspot.com/

http://primenovels.blogspot.com/



ایک بل کی نہ بنی۔ اب اس کا کیا کیا جائے کہ آبلی
مکان کے درمیان دیوار اٹھا کر دو بھائیوں کے پورتن
الگ کیے گئے تھے مگر یہ ہی دیوار اٹنے کے
مختلزلوں نے دلوں میں بھی کھڑی کر دی۔ بچے چھپ
چھپ کر کھیلنے لگے لاکر کر کھینچتے۔ جولاہ



مسائل کا انبار۔ مشکلات کی بھرمار۔ راشن
دروالے کا ادھار۔ آبلی لٹکان۔ ابلی کی تہہ پٹکان۔
بھائیوں کی بیگمات سمیت رلو قرار۔ ایسے میں کیا
کرے۔ بھاری شواہ۔ اچھا اٹھا کر میدان کارزار

بن کر رہ گیا تھا۔
پہلی آسمان اور سلاسل قلعہ

کوئی دل قائم جیسے نہ تھا۔ نوفا نئی شکل گم۔
دل کے بھلانے کو یہ خیال نہایت اچھا ثابت ہوا کہ
بارت نام میں تو ہی جگہ سر چھو لیا۔ سوائے "گومر"
کے کچھ ہاتھ نہ کیا۔ بید کے نام پر بایز فروخت کرنے
والی لینڈیا ڈور نوڈور سٹیل۔ اور اسے اپنے حسن جمال
سوز لہی بھی پر غاش نہ کی۔

شوار آستین چرخا کر میدان میں اتر آئی۔ ایک
کے بعد ایک ضرورت ہے۔ آگے کا مہر بھی جلی کی مگر
نیمہ زائف خدایا! پہلے ہی مہر پر حمل غوطہ کھا
گئی۔ ہر جگہ پتھوہ۔ حقیقت۔ ابھی تو میٹرک
بھی پورا نہ تھا۔ افسار ہوا سن گائی۔ تھاکہ شامی
کارڈ تھا۔ ہائی سب تو بعد کی بات تھی۔ اس کی آگلی
اڑان عزم زان جان سکا جسے کسی۔

"ہیں اتنی سی بات۔ کسی کے بھی کائنات کے
مطابق ہی وہی بنوالو۔ بس ہماری تہہ اپنا ہو کہ تو ڈکانی
میں تو اپنی شکل ویسے بھی کسی اور کی لگتی ہے۔"
تو بھڑکھڑکھٹل سمی۔ مگر قتل محل تھی۔ سوائیکہ
بار بھڑکھٹل کو تھک کر میدان میں اتر آئی۔ حقیقت کر
قدرے قریب اشتیاق متفقہ یکہ کسی آتش کو آتش
خروش کی ضرورت تھی۔ پتھوہ۔ حقیقت۔



خدا جیوٹ نہ بلانے تو ابی کی اپنی سرسل سے بھی

بار بار اپنی آنکھیں پونچھتے تھے۔
محبت کے چھوٹوں کے پر بھی نہیں جلتے۔ اگر مل
جائیں تو محبت نہ پاؤں کے پرواز کرنا سکے جاتی۔

مارے کے گرد آگ بھڑکتی جا رہا تھا اور پھر
بورے کو ہاتھ میں لے کر مارے کے قریب
بورے والے ہاتھ کو آگے مارے کے آگے

کہا۔
"نیکو مارے میں لے آیا۔ تمہارے چہرے
تمہارا بورے۔ اور تمہارا آسکر۔"

مارے کھکھلا کر غصہ دی اور ہاتھ بڑھا کر اس
پلے آسکر کا ہاتھ قلعہ۔ پھر بورے اور پھر چٹنوں۔
"چٹنوں کی آواز نہیں ہوتے کیونکہ بورے
کوٹے نہیں ہوتے۔"

مارے نے بورے کو اپنے منہ سے لگا لیا۔ چٹنوں
کے دائرے میں "آسکر کے ساتھ کھڑے اپنی فرا
کو باندھ کر سون کو باندھنا شروع کی۔
"محبت بھی لوٹ کر نہیں آئی۔ کیونکہ وہ کچھ
پھوڑ کر نہیں جاتی۔"

مارے کے منہ سے لگا بورے بن رہا ہے۔ اس
اپنی دھن بجائی اور پھر یکدم اس کی بدلی اور
ہی چٹنوں کو باندھ دے اور پھر یکدم ان دو ٹونوں پر ڈھ
گئے۔

میں نے کہا تھا کہ اس کہانی کا کوئی انجام
ہے کیونکہ یہ لوٹس کا تھا ہے۔
چٹنوں کی آواز "رقص"

مارے اور آسکر کی پتہ لاکھ۔ "محبت"
دھنوں کے بچنے کا۔ "مورے۔ بورے
بورے۔"



ہے۔
مارے دم بخود رہ گئی۔ وہ اپنی جگہ سے ایک دم
متحرک ہوئی اور پھر۔ پھر اس نے کون موڑ کر
دیکھا۔

کوئی محبت نہ آ رہا تھا۔ کوئی خواب کو تو بید کر آ
رہا تھا۔

کوئی بورے تھا۔ کوئی اجنبی تھا۔ وہ آسکر تھا۔
وہ چٹنوں کے اس عالم پر زندہ ہو گئی۔ وہ اپنے دل کے
شہر کی ایک کیڑا کیڑی پر وہ ٹھہر گیا۔
آسکر بورے بجا باس کی روشنیوں کو لے کر آ رہا تھا

اس کے سر پر ان کا تاجم عروا ان تھا۔ وہاں کھڑی
تھی پھر بھی اسے کوئی خواب نہ خواب میں ہے آسکر
اس کے ساتھ چٹنوں بھی اسے لگا وہ ملان درملان میں
ہے۔ اور کچھ کہے بھلا گئے۔

تھنے ہی ٹونوں نے سر اٹھا کر دیکھا اور دوا کر کر
گئے۔ وہ آسکر کو پہچان گئے تھے۔ جلتی ہوئی ٹھوڑا
گاڑیاں دو کٹی گئیں۔ خریداری میں مصروف ٹونوں
نے اپنی مصروفیت ترک کر دی۔ پیسا شہر نے اپنی
فضائل کو چھلکے ہوئے دیکھا اور یہ تکتے کھلے۔
دور بہ دور ایک بجھل ہے۔ ہل ہل ہوا روشن

ہے۔ روشن تر ہے۔
چٹنوں کا سیلاب تھا جو مارے کی طرف آ رہا تھا۔
آسکر تو صرف بورے تھا۔ جابجا قلعہ پر تو مارے کے چٹنوں
تھے جو آسکر کو مارے تک لے جا رہے تھے۔ وہ آسکر کے
آگے آگے تھے۔ وہ اب پیچھے نہیں آئیں گے۔ وہ
بھاگ کر نہیں جائیں گے۔

رجن نے اپنی لے بدلی۔ اور بس چٹنوں۔ سب
ہی چٹنوں یکدم اڑ کر مارے کے گرد دائرے میں مٹ
گئے۔

دور بہ دور ایک رقص کیا گیا۔ ہل آہ ہل پھر
سے کیا جائے گا۔
آنسوؤں کی زیادتی نے مارے کو بے حال کر دیا اور وہ

دور بہ دور ایک رقص کیا گیا۔ ہل آہ ہل پھر
سے کیا جائے گا۔
آنسوؤں کی زیادتی نے مارے کو بے حال کر دیا اور وہ